انصارالدین

جلد ۱۵ نمبر۵ تبوک/اخاء ہجری شمسی ۱۳۹۵ ستمبر و اکتوبر ۲۰۱۸ء



﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمؐ　　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ﴾

انصار الدین

جلد 15　نمبر 5　مجلس انصاراللہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلّہ　ستمبر و اکتوبر 2018ء

انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْکَ لَهٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔ (انشاءاللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

تمام انصار اپنا جائزہ لیں کہ کیا آپ حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کے تحت جماعت احمدیہ کی ترقیات اور احمدیوں کی حفاظت کے لئے روزانہ دو نفل ادا کر رہے ہیں اور ہفتہ وار نفلی روزہ کا اہتمام کر رہے ہیں؟

"Ansaruddin" 181 London Road, Morden, Surrey SM4 5PT   e-mail address: ansaruddin@ansar.org.uk

درس القرآن

اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَۃِ وَالْمَوْعِظَۃِالْحَسَنَۃِ وَجَادِلْھُمْ بِالَّتِیْ ھِیَ اَحْسَنُ۔ اِنَّ رَبَّکَ ھُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ سَبِیْلِہٖ وَھُوَ اَعْلَمُ بِالْمُھْتَدِیْنَ۔ (النحل:126)

اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ اپنے ربّ کے راستے کی طرف حکمت کے ساتھ اور اچھی نصیحت کے ساتھ دعوت دے اور ان سے ایسی دلیل کے ساتھ بحث کر جو بہترین ہو۔ یقیناً تیرا ربّ ہی اسے جو اس کے راستے سے بھٹک چکا ہو سب سے زیادہ جانتا ہے اور وہ ہدایت پانے والوں کا بھی سب سے زیادہ علم رکھتا ہے۔

......فرمایا کہ تبلیغ کے لئے موعظۃ الحسنۃ کو بھی سامنے رکھو۔ یعنی ایسی بات کہو جو دلوں کو نرم کرنے والی ہو اور سننے والے کے دل پر گہرا اثر ڈالنے والی بات ہو۔ قرآن کریم ہمیں صرف خشک باتیں پیش کرنے کے لئے نہیں کہتا بلکہ ایسا طریق ہو جو منطقی ہونے کے ساتھ ساتھ جذبات کو ابھارنے والا بھی ہو اور واقعاتی بھی ہو۔ لیکن جذبات ابھارنے کے لئے مبالغہ نہ ہو بلکہ سچائی سے کام لیا جائے۔ اسلام تو ہے ہی سچائی کا نام۔ پس کوئی وجہ نہیں کہ ہم سچائی سے ہٹ کر کوئی اور بات کریں۔

مسلمانوں کو مسیح موعود کی آمد کی بات بھی آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کی صداقت کے نشان کے طور پر پیش کی جائے۔ کسی کو زبردستی اپنے اندر لا یا نہیں جاسکتا۔ ہمارا کام تبلیغ کرنا ہے اور ہدایت دینا خدا تعالیٰ کا کام ہے۔ اس لئے ہمارے ذمہ جو کام لگایا گیا ہے ہم نے وہ کرنا ہے اور اس بات کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ حٰمٓ السجدۃ میں بیان فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تمہارے کاموں میں سے بہترین کام اور تمہاری باتوں میں سے بہترین بات یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ کے پیغام کو سچائی، حکمت اور موعظۃ حسنۃ کے ذریعہ سے دنیا تک پہنچاؤ اور اللہ تعالیٰ کے اس حکم پر عمل کرنے کی وجہ سے تم بھی خدا تعالیٰ کے پسندیدہ بن جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کو جو چیز سب سے زیادہ پسند ہے وہ یہی ہے کہ انسان شیطان کے پنجے سے نکل کر صحیح عابد اور خدا پرست بن جائے اور اس کا فائدہ خدا تعالیٰ کو نہیں بلکہ انسان کو ہی ہے۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے مجھے کیا فرق پڑتا ہے اگر تم میری عبادت کرتے ہو یا نہیں۔ گو شیطان کو بھی خدا تعالیٰ نے کھلی چھوٹ دی ہوئی ہے۔ لیکن انبیاء کے ذریعے سے ہماری رہنمائی کے بھی سامان فرما دیئے۔ اور پھر انبیاء کے ماننے والوں کو بھی حکم دیا کہ انبیاء کے کام کو تم آگے بڑھاؤ اور دعوت الی اللہ کے کام کو بھی کبھی ختم نہ ہونے دو۔ پس اس زمانے میں جہاں شیطان یا شیطانی طاقتیں اپنی تمام تر قوتوں کے ساتھ دنیا کو شیطان کی جھولی میں گرانا چاہتی ہیں وہاں دوسری طرف خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت پر یہ ذمہ داری ڈالی ہے کہ دنیا کی ہدایت کی طرف رہنمائی کرو۔ اور اس بگڑے ہوئے وقت میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو نئی زمین اور نیا آسمان بنانے کے لئے بھیجا تھا۔ اور اب ہم میں سے ہر ایک نے اس نئی زمین اور نئے آسمان کو بنانے میں اپنا کردار ادا کرنا ہے۔

(جلسہ سالانہ جرمنی 2015ء کے اختتامی خطاب سے ماخوذ)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سفر کے ارادہ سے جب اونٹ پر بیٹھ جاتے تو تین بار تکبیر کہتے اور پھر یہ دعا مانگتے: ''سُبْحٰنَ الَّذِیْ سَخَّرَ لَنَا ھٰذَا وَمَا کُنَّا لَہٗ مُقْرِنِیْنَ۔ وَاِنَّا اِلٰی رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ''۔ پاک ہے وہ ذات جس نے اسے ہمارے تابع فرمان کیا حالانکہ ہم میں اسے قابو میں رکھنے کی طاقت نہیں تھی۔ ہم اپنے ربّ کی طرف جانے والے ہیں۔

(مسلم کتاب الحج باب ما یقول اذا رکب الی سفر الحج)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: تنگدستی اور خوشحالی، خوشی اور ناخوشی، حق تلفی اور ترجیحی سلوک، غرض ہر حالت میں تیرے لئے حاکم وقت کے حکم کو سننا اور اطاعت کرنا واجب ہے۔ (مسلم کتاب الامارۃ)

حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص اپنے سردار اور امیر میں کوئی ایسی بات دیکھے جو اسے پسند نہ ہو تو صبر سے کام لے کیونکہ جو شخص جماعت سے ایک بالشت بھی دور ہوتا ہے وہ جاہلیت کی موت مرے گا۔ (بخاری کتاب الفتن۔ باب قول النبی سترون بعدی اموراً)

پھر حضرت عرفجہؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم ایک ہاتھ پر جمع ہو اور تمہارا ایک امیر ہو اور پھر کوئی شخص آئے اور تمہاری وحدت کی اس لاٹھی کو توڑنا چاہے تا تمہاری جماعت میں تفریق پیدا کرے تو اسے قتل کر دو۔ یعنی اس سے قطع تعلق کرو اور اس کی بات نہ مانو۔ (اس کے احکامات کو بالکل سنی ان سنی کر دو)۔

(مسلم باب حکم من فرق امر المسلمین ھو مجتمع)

حضرت عبادہؓ بن صامت سے مروی ہے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کی بیعت اس نکتہ پر کی کہ سنیں گے اور اطاعت کریں گے خواہ ہمیں پسند ہو یا ناپسند۔ اور یہ کہ ہم جہاں کہیں بھی ہوں کسی امر کے حقدار سے جھگڑا نہیں کریں گے، حق پر قائم رہیں گے یا حق بات ہی کہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت سے نہیں ڈریں گے۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب وجود طاعۃ الامراء)

حضرت ابن عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ مَیں نے آنحضرت ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا: جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنا ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے قیامت کے دن اس حالت میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی اور نہ عذر۔ اور جو شخص اس حال میں مرا کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرا۔ (مسلم کتاب الامارۃ باب الامر بلزوم الجماعۃ عند ظھور الفتن)

عبداللہ بن اوس ثقفی اپنے دادا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: کسی شخص کا زبانی قرآن کریم پڑھنا ایک ہزار درجہ کے برابر ہے اور قرآن کریم کو مصحف سے دیکھ کر پڑھنا اسے دو ہزار درجہ تک بڑھاتا ہے۔

(مشکوۃ المصابیح کتاب فضائل القرآن الفصل الثالث)

کلام الامام علیہ السلام

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے شرائط بیعت میں دوسری شرط بیان کرتے ہوئے احباب جماعت کو چند اخلاقی برائیوں سے بچنے کی تنبیہ فرمائی ہے۔ حضورانور ایدہ اللہ نے اپنے ایک خطبہ جمعہ میں اس شرط کے حوالہ سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاکیزہ ارشادات کی روشنی میں نصیحت کرتے ہوئے حضرت اقدسؑ کے درج ذیل ارشادات پڑھ کرسنائے تھے:

☆ ''قرآنِ شریف نے جو کہ انسان کی فطرت کے تقاضوں اور کمزوریوں کو مدّنظر رکھ کر حسبِ حال تعلیم دیتا ہے، کیا عمدہ مسلک اختیار کیا ہے قُلۡ لِّلۡمُؤۡمِنِیۡنَ یَغُضُّوۡا مِنۡ اَبۡصَارِھِمۡ وَیَحۡفَظُوۡا فُرُوۡجَھُمۡ۔ ذٰلِکَ اَزۡکٰی لَھُمۡ (النور:31) کہ تو ایمان والوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی نگاہوں کو نیچا رکھیں اور اپنے سوراخوں کی حفاظت کریں۔ یہ وہ عمل ہے جس سے اُن کے نفوس کا تزکیہ ہوگا۔ فروج سے مراد صرف شرمگاہ ہی نہیں بلکہ ہر ایک سوراخ جس میں کان وغیرہ بھی شامل ہیں اور ان میں اس امر کی مخالفت کی گئی ہے کہ غیر محرم عورت کا راگ وغیرہ سنا جاوے۔ پھر یاد رکھو کہ ہزار در ہزار تجارب سے یہ بات ثابت شدہ ہے کہ جن باتوں سے اللہ تعالیٰ روکتا ہے آخر کار انسان کو اُن سے رُکنا ہی پڑتا ہے''۔

(ملفوظات جلد 4صفحہ 105۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

☆ ''اسلام نے شرائط پابندی ہر دو عورتوں اور مردوں کے واسطے لازم کئے ہیں۔ پردہ کرنے کا حکم جیسا کہ عورتوں کو ہے، مردوں کو بھی ویسا ہی تاکیدی حکم ہے۔غضِ بصر کا۔ نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج، حلال وحرام کا امتیاز، خدا تعالیٰ کے احکام کے مقابلے میں اپنی عادات، رسم ورواج کو ترک کرنا وغیرہ وغیرہ ایسی پابندیاں ہیں جن سے اسلام کا دروازہ نہایت ہی تنگ ہے اور یہی وجہ ہے کہ ہر ایک شخص اس دروازے میں داخل نہیں ہوسکتا''۔

(ملفوظات جلد 5صفحہ 614۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

☆ ''جب یہ فسق وفجور میں حد سے نکلنے لگے اور خدا کے احکام کی ہتک اور شعائر اللہ سے نفرت ان میں آگئی اور دنیا اور اس کی زیب وزینت میں ہی گم ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی اسی طرح ہلاکو، چنگیز خان وغیرہ سے برباد کروایا۔ لکھا ہے کہ اس وقت یہ آسمان سے آواز آتی تھی اَیُّھَاالۡکُفَّار اُقۡتُلُوۡا الۡفُجَّار (یعنی اے کافرو! فاجروں کو قتل کرو) غرض فاسق فاجر انسان خدا کی نظر میں کافر سے بھی ذلیل اور قابل نفرین ہے''۔

(ملفوظات جلد 3صفحہ108۔ایڈیشن 2003ء۔مطبوعہ ربوہ)

☆ ''زنا کے قریب مت جاؤ یعنی ایسی تقریبوں سے دُور رہو جن سے یہ خیال بھی دل میں پیدا ہوسکتا ہو۔ اور ان راہوں کو اختیار نہ کرو جن سے اس گناہ کے وقوع کا اندیشہ ہو۔ جو زنا کرتا ہے وہ بدی کو انتہا تک پہنچا دیتا ہے۔ زنا کی راہ بہت بری ہے یعنی منزل مقصود سے روکتی ہے اور تمہاری آخری منزل کیلئے سخت خطرناک ہے''۔

(اسلامی اصول کی فلاسفی روحانی خزائن جلد10 صفحہ 342)

فرمودات

حضرت خلیفۃالمسیح الخامس

ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

ذیل میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے دو مختلف خطبات سے نہایت اہم نصائح پیش ہیں جنہیں روزمرّہ امور میں پیش نظر رکھنے کی ضرورت ہے:

☆ ''بعض لوگ مقدمات میں ذاتی مفاد کی خاطر جھوٹی گواہیاں بھی دے دیتے ہیں، جھوٹا کیس بھی اپنا پیش کر دیتے ہیں۔ تو فرمایا کہ تمہارا ذاتی مفاد بھی تمہیں سچی گواہی دینے سے نہ روکے۔بعض لوگ یہاں بھی اور دوسرے ملکوں میں بھی بعض دفعہ باہر آنے کے چکر میں غلط بیانی سے کام لیتے ہیں، تو ان باتوں سے بھی بچو۔ جو صحیح حالات ہوں اس کے مطابق اپنا کیس داخل کرواؤ اور اس میں اگر مانا جاتا ہے تو ٹھیک ہے ورنہ واپس چلے جائیں۔ کیونکہ غلط بیانیوں کے باوجود بھی بعضوں کے کیس ریجیکٹ (Reject) ہو جاتے ہیں تو سچ پر قائم رہتے ہوئے بھی آزما کر دیکھیں انشاءاللہ فائدہ ہی ہوگا۔ یا اگر ریجیکٹ ہوں گے بھی تو کم از کم اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا باعث تو نہیں بنیں گے''۔

(از خطبہ جمعہ۔ ارشاد فرمودہ 19/ستمبر2003ء۔ بمقام مسجد فضل لندن، انگلستان)

☆ ''آج کل اپنے زعم میں بعض ماڈرن سوچ رکھنے والے کہہ دیتے ہیں کہ پردے کی اب ضرورت نہیں ہے یا حجاب کی اب ضرورت نہیں ہے اور یہ پرانا حکم ہے۔لیکن میں واضح کردوں کہ قرآنِ کریم کا کوئی حکم بھی پرانا نہیں ہے اور نہ کسی مخصوص زمانے اور مخصوص لوگوں کے لئے تھا۔ احمدی مرد اور عورتیں خلافت سے وابستگی کا اظہار بڑے شوق سے کرتے ہیں، جہاں اللہ تعالیٰ نے خلافت جاری رہنے کا قرآنِ کریم میں ارشاد فرمایا ہے وہاں عبادتوں اور اعمالِ صالحہ سے اس کو مشروط بھی کیا ہے۔ سورۃ نور میں جہاں یہ آیت ہے اس سے دو آیات پہلے یہ بیان فرمایا ہے کہ یہ دعویٰ نہ کرو کہ ہم یہ کر دیں گے اور وہ کر دیں گے بلکہ فرمایا طَاعَۃٌ مَّعۡرُوۡفَۃٌ کا اظہار کرو۔ ایسی اطاعت کرو جو عام اطاعت ہے۔ ہر اُس معاملے میں اطاعت کرو جو قرآن اور رسول کے حکم کے مطابق تمہیں کہا جائے۔ اُس پر عمل کرو اور اس کے مطابق اطاعت کرو۔ قرآن اور رسول کا حکم جب پیش کیا جائے تو فوراً مانو۔ اس بارے میں مَیں بہت مرتبہ کھل کر بتا بھی چکا ہوں۔ پس جہاں مردوں کے ساتھ عورتیں اپنے عبادتوں کے معیار بلند کریں، اپنے ایمان میں ترقی کی کوشش کریں وہاں وہ خاص حکم جو عورتوں کو ہیں اُن پر بھی عمل کرنے کی کوشش کریں۔ یہاں یہ بھی واضح کردوں کہ پردے کے بارہ میں اپنے آپ کو ڈھانکنے کا حکم گو عورت کو ہے لیکن اپنی نظریں نیچی رکھنے کا اور زیادہ بے تکلفی سے بچنے کا حکم مرد اور عورت دونوں کو ہے۔ بلکہ اپنی نظریں نیچی رکھنے کا حکم پہلے مَردوں کو ہے پھر عورتوں کو ہے تا کہ مَرد بے حجابی سے نظریں نہ ڈالتے پھریں''۔

(ارشاد فرمودہ مورخہ 30/ستمبر 2011ء بمقام مسجد' بیت النصر' اوسلو، ناروے)

لندن میں تاریخ احمدیت کی چند جھلکیاں

(بشیر احمد خان رفیق)

رسالہ ''مسلم ہیرالڈ'' کا اجراء

1960ء میں خاکسار نے انگلستان سے ایک ماہوار رسالہ نکالنے کا ارادہ کیا اور مرکز سے اجازت طلب کی۔ مکرم مولود احمد خان صاحب امام مسجد نے فرمایا کہ رسالہ نکالنا آسان کام نہیں اور مشن سے تمہیں زیادہ امداد بھی نہ مل سکے گی، لیکن خاکسار نے دعاؤں اور بعض دوستوں سے مشورہ کرنے کے بعد مرکز میں اجازت کی درخواست دے دی۔ مرکز نے پہلے تو انکار کر دیا اور لکھا کہ اوّل تو ہماری توفیق نہیں ہے کہ رسالہ جاری کر سکیں اور دوم یہ کہ عموماً مبلغین رسالے تو شوق سے نکال لیتے ہیں پھر اسے چلا نہیں سکتے اور رسالے بند ہو جانے سے بدنامی ہوتی ہے۔

خاکسار نے اصرار کیا اور ذمہ داری لی کہ اگر مرکز اجازت دے تو خاکسار اپنے ذرائع سے رسالہ کے اخراجات پورے کرے گا اور مرکز یا لندن مشن سے کسی مالی امداد کا مطالبہ نہیں کرے گا۔ اس پر مرکز نے مندرجہ ذیل شرائط پر رسالہ جاری کرنے کی اجازت دی کہ: 1۔ رسالہ کلیۃً تم اپنے خرچ پر نکالو گے۔ مرکز یا مشن ہرگز کوئی مالی مدد نہیں کریں گے۔ اور 2۔ رسالہ پر مشن ہاؤس کے پتہ کے بجائے کوئی اور پتہ لکھا جائے تا یہ مشن سے براہ راست منسوب نہ ہو۔

خاکسار نے دونوں شرائط کو قبول کر لیا اور ابتدائی سالوں میں رسالہ پر بجائے 63 میلروز روڈ کے 61 میلروز روڈ لکھنا شروع کیا۔

جنوری 1960ء میں خاکسار نے اس کا پہلا شمارہ صرف 10 صفحات پر مشتمل شائع کر دیا جس میں حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ، حضرت صاحبزادہ مرزا مبارک احمد صاحب اور مکرم بشارت احمد صاحب بشیر کے پیغامات شائع ہوئے۔ اس کے علاوہ ڈاکٹر محمد نسیم صاحب کا ایک مضمون بعنوان ''مغرب میں اسلام کے بارہ میں چند غلط فہمیاں'' شائع ہوا۔ یہ شمارہ 500 کی تعداد میں شائع ہوا اور مفت تقسیم کیا گیا۔ بڑی تگ ودو سے P.I.A کا اشتہار مل گیا تھا۔ کچھ رقم اس سے وصول ہوئی اور بقیہ خرچ خاکسار، مکرم عبدالعزیز دین صاحب اور مکرم مولوی عبدالرحمٰن صاحب نے اپنی جیب سے ادا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی شمارہ میں مقبولیت رکھ دی۔ بالخصوص حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ اور ڈاکٹر عبد السلام صاحب نے بہت حوصلہ افزائی فرمائی۔ دوسرے شمارہ کے لئے بہت تگ ودو کے بعد چند مزید اشتہارات حاصل کر لئے گئے اور ٹائٹل صفحہ کے علاوہ 32 صفحات پر مشتمل فروری کا شمارہ شائع ہو گیا۔ یہ رسالہ آرٹ پیپر پر چھپا اور اس میں مندرجہ ذیل مضامین شائع ہوئے:

☆ مذہب، فلاسفی اور سائنس میں مؤثر توازن کی ضرورت۔
☆ اسلامی حکومت کی طاقت اور فرائض از حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ
☆ اسلام اور کمیونزم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ
☆ رمضان المبارک از مولانا عبدالرحیم درد صاحبؓ

یہ رسالہ شائع ہوتے ہی ہاتھوں ہاتھ بک گیا۔ زیادہ demand کے مدّنظر زیادہ تعداد میں چھپوانا پڑا۔ غیر احمدی حلقوں میں بھی اسے بے حد پسند کیا گیا۔

خاکسار اس کا بانی تھا، ایڈیٹر بھی تھا اور فنانسر بھی۔ مسلم ریسٹورنٹ والوں سے اشتہار حاصل کرنے کی غرض سے ریسٹورنٹ بند ہونے پر اکثر رات کے ایک یا دو بجے تک مالکان سے اشتہار لینے کی کوشش کرتا۔ اس کام میں مولوی عبدالرحمٰن صاحب مرحوم نے میرے ساتھ زبردست تعاون کیا۔ وہ خود ایک ریسٹورنٹ کے مالک تھے۔ اللہ تعالیٰ انہیں اس کی بہترین جزا دے۔ آمین۔

رسالہ خدا کے فضل سے مالی لحاظ سے اپنے پاؤں پر کھڑا ہو گیا۔ اس کے لئے اعلیٰ پایہ کے مضامین ملنے لگے اور اس کی مقبولیت ہر طرف پھیل گئی۔ خریداری بھی بڑھ گئی اور دنیا بھر میں اس کی تقسیم شروع ہوئی۔ اس طرح یہ بیج ایک درخت کی صورت اختیار کر گیا۔ فالحمد للہ۔

اگست 1962ء میں ایسٹ افریقہ کے مکرم اے آر چوہدری صاحب کو میں نے اپنے ساتھ، بطور جائنٹ ایڈیٹر، سٹاف میں شامل کر لیا۔ ان کے آنے سے رسالہ میں مضامین کا معیار بہت بلند ہو گیا۔ اس دوران خاص نمبر شائع کئے گئے۔ مثلاً: یورپین مشن نمبر، عیسائیت نمبر، حضرت عبداللطیف شہیدؓ نمبر وغیرہ۔

اپریل 1961ء کے شمارہ میں ایک غیر از جماعت صحافی کا مضمون شائع کیا گیا جس کا عنوان تھا کہ الجیریا میں جنگ کے نتیجہ میں فرانس کو کیا نقصان پہنچ رہا ہے۔ یہ مضمون فرانس کے خلاف الجیرین کی آزادی والوں کو بہت پسند آیا۔ چنانچہ انہوں نے مجھ سے رابطہ کیا اور کہا کہ اگر میں اس شمارہ کی پانچ صد کاپیاں مزید شائع کر کے ان کو دے دوں تو وہ نہ صرف اس کی قیمت مجھے فوری ادا کر دیں گے بلکہ یہ بھی کوشش کریں گے کہ فرانس میں بسنے والی الجیرین کمیونٹی میں اس کے خریدار مہیا کریں گے۔ چنانچہ ان کے لئے اس شمارہ کو دوبارہ شائع کرنا پڑا۔ ہمیں اس کے ذریعہ سے مزید خریدار بھی ملے اور الجیرین کمیونٹی میں تبلیغ کا راستہ کھل گیا۔

کچھ دن بعد مجھے ایک دن امریکن ایمبیسی کے پریس انچارج کا خط ملا کہ وہ مجھ سے ملنا چاہتے ہیں۔ مَیں مقررہ وقت پر ان کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مجھے یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ ان کی میز پر رسالہ کے چند شمارے پڑے ہوئے تھے۔ انہوں نے پہلے تو رسالہ کی طباعت اور مضامین کے انتخاب پر خوشنودی کا اظہار کیا پھر دریافت کیا کہ رسالہ کتنا شائع ہوتا ہے؟ مَیں نے بتایا کہ رسالہ تو صرف ایک ہزار کی تعداد میں شائع ہوتا ہے مگر اس کی ریڈرشپ اس سے کہیں زیادہ ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ چاہتے ہیں کہ رسالہ کو کم از کم پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کیا جائے۔ پھر پوچھا تمہاری تنخواہ بطور ایڈیٹر کیا ہے۔ میں نے کہا کہ میں جماعت احمدیہ کا مبلغ ہوں اور یہ کام محض اللہ کی رضا کی خاطر کرتا ہوں اور اس کا کوئی معاوضہ نہیں لیتا۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ مفت کام کا کیا فائدہ! تمہیں اس کی تنخواہ ملنی چاہئے۔ مجھے ان کی گفتگو سے کچھ جھنجلاہٹ ہو رہی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ میری تجویز

باقی صفحہ 8 پر ملاحظہ فرمائیں

اصحابِ احمدؑ کا عشق قرآن

''احمدیوں اور غیر احمدیوں میں مابہ الامتیاز فہم قرآن کریم ہے۔''(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

(میر انجم پرویز۔ مربی سلسلہ)

(دوسری اور آخری قسط)

جماعت میں مختلف سطحوں پر قرآن کریم کے درس وتدریس کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔صحابہ کی سیرت میں اس حوالہ سے بھی ہمارے لئے کئی نمونے ملتے ہیں۔

حضرت سید محمد سرور شاہ صاحبؓ جامعہ احمدیہ میں قرآن کریم کی تفسیر پڑھایا کرتے تھے اور آپ کا طریق یہ تھا کہ وہ تمام مشکل مقامات جہاں مفسرین نے ٹھوکریں کھائی ہیں،ان کو نہایت ہی عمدگی سے حل فرمادیتے تھے اور آپکے بیان کردہ نکات تازیست آپ کے شاگردوں کے ذہن میں محفوظ رہتے تھے۔(اصحاب احمد جلد5)

رمضان میں اکثر نمازِ تراویح کا اہتمام کیا جاتا ہے۔جہاں حافظِ قرآن میسر ہو وہاں نمازِ تراویح میں قرآن کریم کا ایک دور مکمل کیا جاتا ہے۔صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بھی اس کا التزام کرتے تھے۔حضرت منشی ظفر احمد صاحب کے والد بھی صحابی تھے اور ان کو قرآن کریم سے ایسا عشق تھا کہ اگر چہ حافظِ قرآن نہ تھے لیکن قرآن کریم خوب یاد تھا اور اکثر حافظے کی مدد سے ہر مضمون کی آیت پڑھ دیتے تھے۔رمضان کے مہینہ میں اکثر آپ کا یہ قاعدہ تھا کہ ایک سیپارہ کے متعلق جو رات کو تراویح میں پڑھا جانا ہوتا تھا۔آپ تفسیری نوٹ دن میں لکھتے اور تراویح کے بعد مسجد میں دوستوں کے سامنے اپنے نوٹ سنا دیتے کہ آج جو سیپارہ پڑھا گیا ہے۔اس میں یہ مطالب اور احکام اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائے ہیں۔یہ ایک بڑی پُر لطف محفل ہوتی تھی۔(اصحاب احمد جلد4)

آج بھی صحابہ کی اس سنّت سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور اس کا یقیناً بہت علمی اور روحانی فائدہ ہوگا۔

صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جو قرآن کریم کے ساتھ عشق اور محبت کا تعلق تھا اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ صحابہ دور دراز علاقوں سے سفر کرکے قادیان آتے اور درس قرآن میں شامل ہوتے۔حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالویؓ کے بارہ میں روایت ہے کہ آپ حضرت مسیح موعودؑ کے زمانہ کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الاول کے زمانہ میں بھی متعدد بار قادیان آکر آپ کے درس قرآن سے فیض یاب ہوتے رہے۔(اصحاب احمد جلد7)

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بقاپوری کے عشق قرآن کا واقعہ نہایت ایمان افروز ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاول نے رمضان شریف میں سارے قرآن مجید کا درس دینا تھا۔ادھر بھائیوں کی طرف سے یہ اطلاع ملی کہ والد مرحوم کی جائیداد کے انتقال کے لئے فلاں روز پہنچنا ضروری ہے۔آپ نے سوچا کہ اس طرح تین دن صرف ہوکر تین سپارے کے درس سے محروم رہ جائیں گے۔ان کو اطلاع دی کہ میں قادیان درس قرآن میں شمولیت کے لئے جارہا ہوں۔خواہ میرے نام انتقال ہو یا نہ ہو۔تحصیلدار بندوبست کی آنکھیں اس خط کو دیکھ کر پُر آب ہوگئیں اور اس نے کہا کہ ایمان تو ایسے لوگوں کا ہے۔میں مسل دبا رکھتا ہوں۔مولوی صاحب کے آنے پر مہتمم بندوبست کے پیش کروں گا۔(اصحاب احمد جلد10)

صحابہ قرآن کریم سیکھنے اور اس کے معارف سے اپنے دلوں کو منور کرنے کیلئے قادیان آکر رہا کرتے تھے۔بعض کچھ دنوں یا کچھ ہفتوں کے لئے اور بعض کئی کئی سال قادیان میں مقیم رہتے اور بعض نے تو اپنے گھروں کو ہمیشہ خیر باد کہہ دیا اور قادیاں ہی کو اپنا مسکن بنالیا تا کہ یہاں رہ کر انوارِقرآن سے اپنے سینوں کو روشن کرسکیں۔حضرت ڈاکٹر عطاالدین صاحب کم وبیش پانچ سال تک متواتر قادیان میں مقیم رہے جہاں وہ حضرت مولوی صاحبؓ کے درس قرآن مجید اور درس مثنوی مولانا روم میں نیز حضرت مسیح موعودؑ کی مجالس میں شرکت کرتے رہے۔(اصحاب احمد جلد10)

حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحبؓ بقاپوری کو یہ شدید احساس ہوا کہ آپ نے پہلے کیوں نہ بیعت کرلی اور تلافی مافات کے طور پر آپ نے تیرہ سال تک شدید مجاہدات کیے۔آپ ہر ماہ قادیان پینتالیس میل کا سفر پیدل کرکے آتے اور حضرت اقدسؑ کی صحبت میں دو ہفتے قادیان میں قیام کرتے،جس کے نتیجہ میں قرآن مجید کے معارف آپ پر کھلے اور اس کا فہم عطا ہوا۔(اصحاب احمد جلد10)

حضرت مولانا ابوالبرکات غلام رسول صاحبؓ راجیکی کے عشق قرآن کا تذکرہ بھی نہایت ایمان افروز ہے۔آپ اپنی زندگی کے اکثر حصہ میں اعصابی امراض کا شکار رہے ہیں،لیکن باوجود شدید تکلیف کے آپ نے کبھی شکوہ کا لفظ زبان پر نہیں لایا اور صبر وتسلیم کے ساتھ ہر وقت دینی امور کی سرانجام دہی کے لئے مستعد رہے۔آپ نے سالہا سال تک مسجد اقصیٰ قادیان میں رمضان المبارک میں درس دیا۔کئی دفعہ شدید دماغی محنت کے باعث اعصابی دورہ کا حملہ ہوجاتا اور آپ کی آنکھوں اور چہرہ پر تشنج کی کھچاوٹ پیدا ہوجاتی،لیکن آپ ایسی حالت میں بھی درس القرآن میں مصروف رہتے۔بعض دوست ہمدردی کے باعث آرام کا مشورہ دیتے تو آپ پنجابی زبان کی کہاوت بیان کرتے،جس کا مفہوم یہ ہے کہ اگر گُڑ کھاتے ہوئے کسی کی موت واقع ہوتو ہونے دو اور فرماتے کہ اگر میری موت کلام الٰہی سناتے ہوئے واقع ہوجائے تو اس سے بڑھ کر اور کیا سعادت ہوگی۔آپ کو پہلے اعصابی دورے تھے پھر بخار ہوا،پھر یہ بیماری۔اب انفلوئنزا ہوگیا۔کئی کئی گھنٹہ بیہوشی رہتی،مگر جب افاقہ ہوتا تو لوگوں کو جمع کرکے سلسلہ کا پیغام دیتے،قرآن کریم کا درس دیتے۔اس تکلیف میں چھ ماہ کا لمبا عرصہ گزر گیا۔

حضرت خلیفۃ المسیح کے ارشاد پر حضرت مولوی صاحب اپنے اہل وعیال کے پاس لاہور چلے گئے اور وہاں آپ نے درس القرآن کا سلسلہ شروع کردیا۔باوجودیکہ امیر جماعت قریشی حکیم محمد حسین صاحب نے فرمایا کہ ہم تو آپ کی شدید اور پیچیدہ بیماری کے علاج کے لئے آپ کو میو ہسپتال میں داخل کرنے کا انتظام

کررہے ہیں، درس دینا آپ کے لئے سخت مضر ہے۔ آپ نے ایک رؤیا کی بنا پر فرمایا کہ میرا علاج میو ہسپتال میں نہیں بلکہ درس سے ہوگا۔ چنانچہ درس شروع کرنے کے ایک ہفتہ بعد پیشاب اصل راستہ سے آنے لگا اور وہ خطرناک زخم ایک ماہ میں مندمل ہوگیا۔(اصحاب احمد جلد8)

حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ متواتر چار سال تک مرض سل میں مبتلا رہے۔ علاج کے لئے امرتسر ہسپتال میں تین سال متواتر چھ چھ ماہ کے لئے رہتے رہے۔ ہسپتال میں اعلائے کلمۂ حق، تعلیم دینی کا کام جاری رکھا، جس وارڈ میں آپ ہوتے کسی کو آپ نماز کا سبق دیتے۔ کسی کو قاعدہ یسرنا القرآن پڑھاتے، کسی کو قرآن کریم پڑھاتے۔(اصحاب احمد جلد10)

حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ کو قرآن کریم پڑھنے اور پڑھانے کا کس قدر شوق اور جذبہ تھا اس بارہ میں ان کے ہمشیرہ زاد چوہدری احمد علی خان صاحب آف سرگودھا لکھتے ہیں کہ میں نے بچپن سے بتیس سال کی عمر تک حضرت حاجی صاحب کا قرب پایا۔ آپ کا روزانہ کا معمول تھا کہ صبح دو اڑھائی بجے تہجد کے لئے بیدار ہوتے۔ اکثر فجر کی اذان خود دیتے۔ نماز فجر کے بعد قرآن مجید کا درس دیتے اور پھر طلبہ کو قرآن مجید ناظرہ پڑھاتے۔ نماز اشراق سے فارغ ہوکر گھر پر طالبات کو قرآن مجید اور کتب حضرت مسیح موعودؑ و کتب دینی پڑھاتے۔ بعد ناشتہ ایک دو گھنٹے کے لئے فصل کی دیکھ بھال کے لئے جاتے۔ واپس آکر بیماروں کا مفت علاج کرتے۔ دوپہر کے کھانے کے بعد ظہر کی نماز ادا کرکے مسجد میں طلبہ کو قرآن مجید وغیرہ پڑھاتے اور سلسلہ کے رسائل واخبارات آمدہ کا مطالعہ کرتے۔ اور مرکز و احباب سے آمدہ خطوط کا جواب تحریر کرتے اور بعد عصر فصل کی دیکھ بھال اور سیر کرنے کے لئے جاتے اور مغرب کی نماز پڑھا کر گھر جاتے اور عشاء کی نماز پڑھا کر طلبہ کو نماز باترجمہ پڑھاتے۔ آپ ہر جمعرات کو باقاعدگی سے مستورات کو اپنے گھر پر قرآن مجید اور احادیث کا درس دیتے تھے۔(اصحاب احمد جلد10)

آجکل عام طور پر لوگ ہاتھ میں موبائل لئے دنیا و مافیہا سے بےخبر راستوں میں یا سڑکوں پر چلتے نظر آتے ہیں۔ جبکہ صحابہ کا یہ حال تھا کہ ہاتھ میں قرآن کریم لئے چلتے پھرتے نظر آتے تھے اور اس کے بحر معانی میں غرق دکھائی دیتے تھے۔ حضرت سید سرور شاہ صاحبؓ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ آخری عمر میں قرآن کریم حفظ کرتے تھے اور اس کے لئے آپ نماز فجر کے بعد چھوٹا قرآن مجید ہاتھ میں لئے عموماً بہشتی مقبرہ کی طرف چلے جاتے تھے۔ آپ جامعہ احمدیہ میں پرنسپل رہے۔ جامعہ کی بلڈنگ مسجد نور کے قریب مغرب میں تھی اور آپ کا مکان اندرون شہر تھا۔ جب جامعہ کے کھلنے کا وقت قریب ہوتا، آپ اپنا مخصوص لباس زیب تن فرمائے ایک مضبوط اور خوبصورت درمیانہ قسم کا عصا ہاتھ میں لئے بڑے ہی وقار سے گھر سے نکلتے اور ایک ہاتھ میں قرآن کھولے تلاوت کرتے یا آیاتِ کریمہ کے معانی پر غور و فکر فرماتے جاتے۔(اصحاب احمد جلد5)

بعض لوگ جو قرآن کریم پڑھتے اور اس پر غور کرتے ہیں اگر ان کو کبھی کوئی نکتہ سجھائی دے تو جگہ جگہ اس کو فخر سے بیان کرتے ہیں۔ اگرچہ شاذ کے طور پر ایسا ہوتا ہے تاہم یہ طریق درست نہیں۔ جماعت کو اللہ تعالیٰ نے خلافت کی دائمی نعمت سے سرفراز فرمایا ہے، جو قرآن کریم کے نور کو شرق و غرب میں پھیلانے کے لئے ایک مشکوٰۃ کی حیثیت رکھتی ہے۔ مقام ادب کا تقاضا یہ ہے کہ خلیفہ وقت کی خدمت میں ایسے نکات پیش کردیے جائیں، اگر دربارِ خلافت سے قبولیت کی سند پا جائے تو درست ورنہ اپنے نکات کوڑی کی ٹوکری کی نذر کردینا چاہیے اور عاجزی اور ادب کا دامن کسی حال میں چھوڑنا نہیں چاہیے کہ ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں۔ صحابہ کرامؓ میں بعض بڑے بڑے جلیل القدر صحابہ بھی تھے، جن پر انوارِ نبوت کی برکت سے معارف کھولے جاتے تھے، لیکن وہ ہمیشہ خلافت کے سامنے سرنگوں رہتے اور اپنے آپ کو لاچیز محض سمجھتے تھے۔ حضرت مولوی محمد سرور شاہ صاحبؓ بیان کرتے تھے کہ تفسیر قرآن مجید جو مَیں لکھتا تھا اور شائع ہوتی تھی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد لکھنی بند کردی۔ ایک دن حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ نے مجھ سے اس کا سبب دریافت کیا، تو مَیں نے عرض کیا کہ آپ سے کسی آیت کی تفسیر میں اختلاف ہوتا تھا، اس کا بھی مَیں ذکر کردیتا تھا، لیکن چونکہ آپ اب خلیفہ ہیں اور میں آپ سے بیعت ہوں اس لئے اختلاف نہیں کرسکتا اور تفسیر لکھنا بند کردیا ہے۔ حضرت خلیفہ اولؓ نے فرمایا: مولوی صاحب! آپ تفسیر ضرور لکھیں اور جس جگہ مجھ سے اختلاف ہو وہاں ضرور بالوضاحت ذکر کریں۔ چنانچہ آپؓ کے حکم سے حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے پھر تفسیر لکھنی شروع کردی اور اختلاف کی صورت میں آپ نہایت ادب سے اس کا ذکر کرتے۔(اصحاب احمد جلد5)

ایک دفعہ حضرت مولوی سرور شاہ صاحبؓ نے مسجد اقصیٰ میں دورانِ درس میں فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی جس دن خلیفہ مقرر ہوئے، اس سے ایک روز پیشتر تک میں حضور کو تعلیم دیتا رہا، مگر آج یہ حالت ہے کہ حضورؓ کے علمِ قرآن کے مقابلہ میں میرا علم دریا کے مقابل ایک قطرہ کی حیثیت رکھتا ہے۔(اصحاب احمد)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہؓ میں سے بعض ایسے تھے جو پہلے غیر مسلم تھے، لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے بعد قرآن کریم کے استاد بن گئے اور قرآنی حقائق و معارف کے بیان میں غیروں سے مقابلہ کرنے لگے۔ ایسی ہی ایک مثال حضرت ماسٹر عبدالرحمٰن جالندھری صاحب کی ہے جو قبول اسلام سے قبل مہر سنگھ کہلاتے تھے اور سکھوں سے مسلمان ہوئے تھے۔ آپ نے مڈل پاس کرنے کے بعد ایک صحابی حضرت حکیم غلام محمد صاحب امرتسری وبعض دیگر افراد سے قرآن کریم پڑھنا سیکھا اور شاہ رفیع الدین صاحب کے ترجمہ قرآن کی مدد سے از خود اڑھائی ماہ میں سارے قرآن مجید کا ترجمہ پڑھ لیا۔ اس کے بعد آپ ساری زندگی لوگوں کو قرآن کریم پڑھاتے رہے۔ راولپنڈی کے ایک رئیس نے آپ سے ترجمہ قرآن پڑھا۔ بعض افسران اور وکلاء تک نے آپ سے قرآن مجید پڑھا۔

آپ کے ایک شاگرد آپ کے عشقِ قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان کرتے ہیں کہ آپ مجھ سے تلاوتِ قرآن مجید بھی سنتے اور آبدیدہ ہوجاتے۔ آپ تقریباً ہر شب رات کو کوٹھوں پر قرآن مجید سناتے ہیں۔ فرمایا کرتے کہ تبلیغ کے لئے بہت عمدہ طریق ہے۔(اصحاب احمد جلد7)

حضرت شیخ عبدالرحیم شرما صاحب ہندوؤں سے مسلمان ہوئے تھے۔ ان کا سابقہ نام کشن لعل تھا۔ آپ اپنے تعلّم قرآن کا تذکرہ کرتے ہوئے بیان فرماتے ہیں: عام طور پر ہندوؤں کو میرے مسلمان ہونے کا علم نہ تھا، اسی اثنا میں میں نے پوشیدہ طور پر منشی عبدالوہاب صاحبؓ سے قرآن شریف بھی پڑھنا شروع کردیا۔

ایک دن مجھ کو خیال آیا کہ تم مسلمان تو ہوگئے ہو، لیکن اسلام کی تعلیم تو حاصل نہیں کی۔ میرے دل میں تحریک ہوئی کہ میں قرآن کریم کا ترجمہ سیکھوں، مگر قصبہ بنوڑ میں ایسا ہونا ممکن نہ تھا۔ میں نے دعا شروع کر دی ہوئی تھی۔ آخر خدا تعالیٰ نے میرے لئے یہ سامان بھی پیدا کر دیا کہ رسالہ تشحیذ الاذہان میرے نام آیا کرتا تھا۔ حضرت صاحبزادہ میاں محمود احمد صاحب (خلیفۃ المسیح الثانیؓ) اس کے ایڈیٹر تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس میں اشتہار دیکھا کہ رسالہ تشحیذ الاذہان کے لئے ایک ایسے شخص کی ضرورت ہے جو حساب کتاب رکھ سکتا ہو اور کسی قدر مضمون وغیرہ لکھنے کی بھی صلاحیت رکھتا ہو۔ میرے دل میں تحریک پیدا ہوئی کہ میں درخواست کروں۔ شاید مجھ کو قادیان میں رہنے کا موقع مل جائے۔ میں نے لکھا کہ میں نومسلم ہوں، اسلام کے متعلق زیادہ واقفیت نہیں رکھتا، اس لئے مضمون وغیرہ تو نہیں لکھ سکتا، البتہ حساب کتاب کا کام کر سکوں گا۔ میں اس وقت ریاست میں ملازم ہوں، لیکن میری خواہش ہے کہ میں اسلام کی تعلیم سیکھوں۔ اگر آپ مجھ کو مفید مطلب سمجھیں تو میں قادیان آنے کے لئے تیار ہوں۔ درخواست دینے کے بعد مجھے ایک رؤیا بھی ہو چکا تھا کہ میں قادیان میں ہوں، ایک کمرہ میں بیٹھا ہوں، وہاں اور بھی لوگ ہیں۔ حضرت صاحبزادہ صاحب نے مجھے بلایا اور ایک کتب خانہ کی الماریوں کی چابیوں کا گچھا میرے سپرد فرمایا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ جب میں بلانے پر قادیان پہنچا تو تشحیذ الاذہان کی لائبریری میں دو ہزار کے قریب کتب تھیں۔ اس کی چابیوں کا گچھا میرے سپرد کیا گیا۔ حالانکہ اس سے قبل میں نے تشحیذ الاذہان کی لائبریری بھی نہ دیکھی تھی۔ دینی تعلیم کا اللہ تعالیٰ نے ایسے انتظام کیا کہ قادیان میں میری مصاحبت حضرت مولوی محمد اسماعیل صاحب حلال پوریؓ سے ہوگئی۔ ایک عرصہ تک ہم دفتر تشحیذ الاذہان میں اکٹھے رہتے رہے۔ ان کی مہربانی اور توجہ سے میں نے ان سے قرآن کریم کا ترجمہ اور بعض کتب حدیث کی پڑھ لیں۔ (اصحاب احمد جلد 10)

حضرت شیخ عبدالوہاب صاحبؓ ہندو دھرم چھوڑ کر مسلمان ہو گئے، نماز سیکھی، قرآن مجید پڑھا۔ (اصحاب احمد جلد10)

بعض صحابہ نے اپنی عمر کے آخری حصہ میں قرآن کریم حفظ کیا۔ اس سے صحابہ کی قرآن کریم سے غیر معمولی محبت کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضرت میاں رمضان علی صاحب قرآن شریف بڑی خوش الحانی سے پڑھتے تھے۔ اپنی قراءت کی وجہ سے وہاں مشہور تھے۔ ملازمت سے سبکدوش ہونے پر آپ نے قرآن شریف مکمل حفظ کیا اور صحاح ستہ کا مطالعہ کیا اور رمضان شریف میں مسجد احمدیہ میں جہاں آپ امام الصلوٰۃ تھے قرآن کریم سناتے تھے۔ (اصحاب احمد جلد10)

حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحبؓ کو قرآن مجید سے عشق تھا، اسی لئے ان ایام میں جبکہ آپ جوانی کے عالم میں تھے اور دنیوی مشاغل بھی جاذب نظر بن سکتے تھے۔ آپ باقاعدگی کے ساتھ قرآن مجید کے درس میں شامل ہوتے تھے۔ اور اسی عشق و محبت کا نتیجہ تھا کہ آپ نے اپنی پیرانہ سالی میں، جب عموماً قویٰ کمزور ہو جاتے، دماغی طاقت گھٹ جاتی ہے اور انسان فطرتاً آرام کا محتاج ہو جاتا ہے، قرآن مجید حفظ کیا جبکہ آپ قادیان میں ناظر اعلیٰ، سیکرٹری بہشتی مقبرہ وغیرہ کے فرائض کے بارِ گراں کو اٹھائے ہوئے تھے۔ دفتری اوقات سے فراغت کے بعد قرآن کریم کی تلاوت میں مصروف رہتے۔ دفتر بہشتی مقبرہ میں باقاعدہ بیٹھ کر کام کرتے تھے اور ساتھ ساتھ حافظہ سے قرآن مجید بھی حفظ کرتے جاتے تھے۔ محترم مولوی ظہور حسین صاحب فاضل سابق مجاہد بخارا بیان کرتے ہیں کہ جب حضرت چوہدری صاحبؓ مرحوم نظارت علیا کے عہدہ جلیلہ پر فائز تھے اور اکثر فارغ اوقات میں حفظ قرآن مجید کیلئے بڑے باغ میں تشریف لے جاتے تھے۔ (اصحاب احمد جلد 11)

حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت چوہدری نصر اللہ خاں صاحب نے بڑھاپے میں قرآن مجید حفظ کیا تھا۔ قرآن کے مطالب و معانی کے حصول کا آپ کو بہت شوق تھا۔ چنانچہ ایک دفعہ امرتسر میں مجھے فرمایا کہ مجھے کوئی قرآن پڑھا دے تو میں اُسکے پاس رہ پڑنے کو تیار ہوں، گھر بھی نہ جاؤں گا۔ (اصحاب احمد جلد 11)

صحابہ کا یہ بھی امتیاز تھا کہ وہ اپنی گفتگو میں اکثر قرآن کریم کی آیات بیان فرماتے اور ان کی زبانیں روزمرہ گفتگو میں بھی کلامِ الٰہی سے معطّر رہتی تھیں۔ حضرت مولوی عبداللہ صاحب بوتالوی کے بارہ میں ذکر ملتا ہے کہ قرآن کریم کے ساتھ آپ کو ایک خاص تعلق تھا۔ اپنی گفتگو اور تقاریر وغیرہ میں اکثر آپ آیاتِ قرآنیہ کو بیان فرماتے اور ان ہی سے راہنمائی تلاش کرتے۔ یہ روشنی اور یہ ذوق آپ کو سراسر اس تعلق اور صحبت پاک کے نتیجے میں حاصل ہوا، جو حضرت مسیح موعودؑ کی وابستگی میں آپ کو ملا۔ (اصحاب احمد جلد7)

حضرت خواجہ محمد اسماعیل صاحبؓ امرتسری درویش (صحابی) بیان کرتے ہیں کہ میں نے بعض غیر احمدیوں سے سنا کہ ملک مولیٰ بخش صاحبؓ رشوت نہیں لیتے تھے اور کام محنت اور دیانتداری سے کرتے تھے۔ آپؓ کو قرآن مجید سے بہت محبت تھی۔ ایک حمائل شریف ہر وقت جیب میں رکھتے تھے۔ جب آپؓ امرتسر آتے تو جمعہ پڑھانے کے لئے امیر صاحب آپؓ ہی کو کہا کرتے تھے۔ آپؓ ہمیشہ قرآن مجید کھول کر آیات تلاوت کرکے ان کی تفسیر بیان کیا کرتے تھے۔ (اصحاب احمد جلد 1)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''تم قرآن کو تدبّر سے پڑھو اور اس سے بہت ہی پیار کرو ایسا پیار کہ تم نے کسی سے نہ کیا ہو۔ کیونکہ جیسا کہ خدا نے مخاطب کرکے فرمایا کہ الخیر کُلّہ فِی القران تمام قسم کی بھلائیاں قرآن میں ہیں۔ یہی بات سچ ہے۔ افسوس ان لوگوں پر جو کسی اَور چیز کو اس پر مقدم رکھتے ہیں۔ تمہاری تمام فلاح اور نجات کا سرچشمہ قرآن ہے۔ کوئی بھی تمہاری ایسی دینی ضرورت نہیں جو قرآن میں نہیں پائی جاتی۔ تمہارے ایمان کا مصدّق یا مکذّب قیامت کے دن قرآن ہے اور بجز قرآن کے آسمان کے نیچے اور کوئی کتاب نہیں جو بلا واسطہ قرآن تمہیں نجات دے سکے۔ خدا نے تم پر بہت احسان کیا ہے جو قرآن جیسی کتاب تمہیں عنایت کی۔ مَیں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ کتاب جو تم پر پڑھی گئی اگر عیسائیوں پر پڑھی جاتی تو وہ ہلاک نہ ہوتے اور یہ نعمت ہدایت جو تمہیں دی گئی اگر بجائے توریت کے یہودیوں کو دی جاتی تو بعض فرقے اُن کے قیامت سے منکر نہ ہوتے۔ پس اس نعمت کی قدر کرو، جو تمہیں دی گئی۔ یہ نہایت پیاری نعمت ہے۔ یہ بڑی دولت ہے''۔ (کشتی نوح۔ صفحہ 27-26)

عیشِ دنیا سدا نہیں پیارو
اِس جہاں کو بقا نہیں پیارو
یہ تو رہنے کی جا نہیں پیارو
کوئی اِس میں رہا نہیں پیارو
اے عزیزو! سنو کہ بے قرآں
حق کو پاتا نہیں کبھی انساں
جن کو اس نور کی خبر ہی نہیں
اُن کی اس یار پر نظر ہی نہیں
ہے یہ فرقاں میں اک عجیب اثر
کہ بناتا ہے عاشقِ دلبر

بقیہ از صفحہ 4:

تاریخ احمدیت یُو کے کی چند جھلکیاں

یہ ہے کہ تم رسالہ پانچ ہزار کی تعداد میں شائع کرو۔ ہم تمہیں معقول تنخواہ بھی دیں گے اور تم بطور مبلغ اپنا کام بھی جاری رکھ سکو گے۔ اس کے معاوضہ میں ہم چاہیں گے کہ وقتاً فوقتاً تم ہماری طرف سے کمیونزم کے خلاف مواد اپنے رسالہ میں شائع کیا کرو اور جو مضامین یا خبریں ہم تمہیں دیں گے انہیں بلا کم و کاست شائع کر دیا کرو۔ میں ان کی یہ بات سن کر اٹھ کھڑا ہوا اور انہیں کہا کہ میں جماعت احمدیہ کا مبلغ ہوں۔ یہ رسالہ محض اسلام کی اشاعت کیلئے شائع کیا جاتا ہے۔ ہم بھی اصولاً کمیونزم کے شدید مخالف ہیں اور اس رسالہ میں اس موضوع پر مضامین شائع بھی ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن مجھے امریکن حکومت کی نوکری منظور نہیں اور نہ ہی میں اس رسالہ کو امریکن ایمبیسی کے تابع ہو کر چلا سکتا ہوں۔ اس پر یہ ملاقات ختم ہوگئی۔

رسالہ کو خدا تعالیٰ کے فضل سے خدمت اسلام و احمدیت کی بہت توفیق ملی۔ اس کے ذریعہ سے پولینڈ کے امام زوک صاحب احمدیت میں داخل ہوئے۔ 1974ء کے پُر آشوب دَور میں اس رسالہ نے مرکزی کردار ادا کیا۔ دشمنوں کے حملہ کا منہ توڑ جواب دیا۔ جماعت پر پاکستان میں ہونے والے مظالم کو تصاویر کے ساتھ شائع کیا گیا اور بعد میں رسالہ میں شائع ہونے والے مواد پر ایک کتاب تیار کی جس کا نام From the World Press ہے۔ یہ کتاب بعد میں جرمنی میں احمدی پناہ گزینوں کو ان کے کیسز کا فیصلہ ہونے میں بہت کام آئی۔ فالحمدللہ۔

کچھ عرصہ بعد برادرم منصور احمد شاہ صاحب بھی خاکسار کے ساتھ اس رسالہ کے ایڈیٹر مقرر ہوئے۔ آپ کے مضامین بہت پسند کئے گئے اور رسالہ نے ان کے تعاون سے ترقی کی منازل بہت تیزی سے طے کیں۔ اللہ تعالیٰ انہیں بہترین جزا دے۔ مکرم منصور احمد شاہ صاحب کا مجھ پر ایک بڑا احسان یہ ہے کہ انہوں نے میرے متعدد مضامین کا اردو سے انگریزی ترجمہ کیا۔ میری کتابوں پر نظر ثانی کا کام کیا اور ہر لحاظ سے بہتر معاونت کا ثبوت دیا۔

یہ رسالہ 1984ء تک باقاعدگی سے شائع ہوتا رہا۔ شروع کے دو اڑھائی سال اس کے اخراجات کی مکمل ذمہ داری مجھ پر تھی۔ بعد میں انگلستان مشن نے اس کی مالی امداد شروع کر کے مجھے اس بوجھ سے آزاد کر دیا۔ 1975ء میں یونیورسٹی مائیکروفلم لمیٹڈ آف انگلینڈ نے رسالہ کے تمام سابق شماروں کو اور آئندہ بھی رسالہ کو microfilm پر محفوظ کرنے کا انتظام کیا۔

''اخبار احمدیہ'' کا اجراء

1962ء میں ایک خط میں حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ نے مجھے لکھا کہ انگلستان کے احمدیوں کی تربیت کے لئے اور باہمی مضبوط رابطہ قائم رکھنے کے لئے یہ مناسب ہوگا کہ مشن ہاؤس کی طرف سے ایک اخبار شائع ہو بیشک یہ چند صفحات پر ہی مشتمل ہو۔ چنانچہ خاکسار نے اُن کے ارشاد کی تعمیل میں ''اخبار احمدیہ'' کے نام سے پندرہ روزہ اخبار شائع کر دیا۔ اس کا ایک حصہ انگریزی میں ہوتا تھا۔ اردو حصہ کی کتابت میں خود کرتا تھا۔ پھر سائیکلوسٹائیل مشین کے ذریعہ سے اسے چھاپ کر احباب کو مفت روانہ کیا جاتا تھا۔ اس میں جماعتی خبروں کے علاوہ مخالفین کے اعتراضات کے جوابات دئے جاتے تھے۔ تربیتی مضامین بھی اس میں شامل کئے جاتے تھے۔ شروع میں جب سائیکلوسٹائیل مشین ہاتھ سے چلائی جاتی تھی تو یہ خاصا مشکل کام ہوتا تھا۔ لیکن کچھ سالوں کے بعد بجلی کی مشین خرید لی گئی۔ طباعت اور کتابت کا معیار بھی بہت بلند ہوگیا۔ کتابت کے سلسلہ میں مکرم ملک خلیل صاحب، مکرم لطیف جان صاحب اور پرنٹنگ کے سلسلہ میں مکرم محمد الیاس ناصر صاحب وغیرہ نے بڑی مدد کی اور یہ اخبار خدا تعالیٰ کے فضل سے دن بدن ترقی کرتا رہا۔ آج بھی یہ اخبار جاری ہے۔ الحمدللہ۔

خاکسار اس اخبار کا بانی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے خاکسار کو ایک لمبے عرصہ تک اس اخبار کا ایڈیٹر ہونے کا بھی شرف عطا فرمایا اور باقاعدگی سے اس کے لئے مضامین بھی لکھتے رہنے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ۔

روٹری کلب آف وانڈزورتھ

پچھلی صدی کے اوائل میں امریکہ میں چند تجارت پیشہ دوستوں نے ایک ریسٹورنٹ میں کھانے کی میز پر یہ فیصلہ کیا کہ چونکہ تاجر صاحبان کو مصروفیت کی وجہ سے تفریح کا وقت نہیں ملتا اس لئے ہفتہ میں ایک روز یہ دوست دوپہر کے کھانے پر جمع ہو کر اپنی تجارتوں کے علاوہ دیگر دلچسپ امور پر گفتگو کیا کریں۔ یہ تھی روٹری کلب کی ابتداء۔ آج دنیا میں شاید ہی کوئی ملک ہوگا جہاں روٹری کلب کی شاخیں نہ ہوں۔ کلب کے اجلاس میں باہر سے بھی مقررین کو بلایا جاتا ہے۔ نیز روٹری کلب کے ذریعہ ملک کے خیراتی اداروں کے لئے رقوم بھی جمع کی جاتی ہیں۔

انگلستان میں 2000 سے زائد روٹری کلب کی شاخیں موجود ہیں۔ کلب میں ممبر بننے کے لئے صرف یہ شرط ہے کہ اس کا مالی معاملہ پاک وصاف ہو اور وہ اپنی بزنس کا سربراہ ہو۔ گویا ہر روٹری کلب میں اپنے علاقہ کی معززین کی اعلیٰ ترین نمائندگی ہوتی ہے۔

وانڈزورتھ میں بھی ایک مضبوط روٹری کلب قائم ہے۔ مسجد فضل لندن بھی وانڈزورتھ میں واقع ہے۔ 1928ء میں اس کلب کے قیام کا فیصلہ ہوا تو بانی ممبران میں حضرت مولوی فرزند علی صاحب امام مسجد فضل لندن بھی شامل تھے۔ آپ ہی نے کلب میں افتتاحی دعا فرمائی۔ اس کے بعد خاکسار تک تمام امام صاحبان کلب کے ممبر ہوتے رہے اور اس ممبر شپ کے ذریعہ دوسرے کلبوں میں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچاتے رہے۔ خاکسار 1964ء میں امام کے عہدہ پر فائز ہونے کے بعد روٹری کلب کا ممبر بنا۔ اس دوران اللہ تعالیٰ کے فضل سے خاکسار نے 500 سے زائد روٹری کلبوں میں اسلام اور احمدیت پر تقاریر کیں۔ 1978ء میں خاکسار کو بلا مقابلہ اس کلب کا صدر منتخب کیا گیا جس کا ذکر لوکل اخبارات میں ہوا۔ خاکسار لندن کے روٹری کلبوں میں سے پہلا ایشیائی صدر منتخب ہوا تھا اور اس کلب کے ذریعہ خاکسار کو انگلستان کے اشراف سے تعلقات پیدا کرنے اور انہیں اسلام اور احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی۔ فالحمدللہ۔

حضرت چوہدری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؓ نے وانڈزورتھ کے روٹری کلب میں بارہا خطاب فرمایا۔ آپؓ فرمایا کرتے تھے کہ میں تو وانڈزورتھ کے روٹری کلب کا آنریری ممبر ہوں۔

محترم مولانا دوست محمد صاحب شاہد۔ خلافت کا ادنیٰ چاکر

(رفاقت احمد۔ روہیمپٹن لندن)

میرے بچپن کی بات ہے 1962ء یا1963ء میں گرمیوں کی چھٹیوں میں خاکسار والدین کے ہمراہ خوشاب گیا۔ وہاں ہمارا قیام محلّہ بھگلا نوالہ میں ہمارے ایک رشتہ دار بزرگ مکرم شیخ بشارت احمد صاحب احمدی مرحوم ابن حضرت میاں جمعہ خان صاحبؓ بھیروی (صحابی حضرت مسیح موعودؑ) کے گھر تھا۔ ایک روز مسجد احمدیہ خوشاب میں بعد نماز مغرب جلسہ میں ایک مربی صاحب اچکن پگڑی پہنے ہوئے گول عدسوں والی عینک لگائے زبردست تقریر کر رہے تھے۔ بعد میں مکرم شیخ صاحب مرحوم نے بتایا کہ یہ مقرر مرکز ربوہ سے تشریف لائے ہیں ان کا نام مولوی دوست محمد صاحب شاہد ہے۔

اگلے سال جماعت احمدیہ راولپنڈی نے لائبریری ہال میں ایک جلسہ عام کا اہتمام کیا۔مرکز سے حضرت مولوی صاحب موصوف تشریف لائے۔ ''احمدیت کا پیغام'' کے موضوع پرزوردار تقریر فرمائی۔ اپنے صندوق سے کتابیں نکالتے اور لہرالہرا کر سامعین کو دکھاتے اور اعتراضات کے مؤثر جوابات دیتے۔ جلسہ گاہ کے ہال کے باہر کئی غیر از جماعت احباب بھی جمع ہوگئے اور انہوں نے مولانا کی تقریر سنی۔ اس خطاب کا اہل محلّہ میں خوب چرچا ہوا کہ قادیانیوں نے بڑا تیر مولوی منگوایا ہے۔ تبلیغ کے حوالہ سے اس تقریر کا لوگوں میں خاص اثر ہوا۔

1969ء کا ذکر ہے نہایت متعصب پیغامی مناظر خواجہ محمد عبداللہ صاحب نے خاکسار اور ہماری جماعت کے دو بزرگوں مکرم خواجہ محمد عنایت اللہ صاحب مرحوم اور مکرم ملک محمد شریف صاحب مرحوم کو کہا کہ مجھے امسال ربوہ لے جا کر جلسہ سالانہ دکھاؤ اور اپنے علماء سے ملاقات کراؤ۔ ہم انہیں ربوہ لے گئے۔ جلسہ کے انتظامات دیکھے اور تقاریر سنیں۔ جلسہ کے بعد علماء سلسلہ حضرت قاضی محمد نذیر صاحب مرحوم اور حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب مرحوم سے ملاقات کروائی۔ ان کے ساتھ تو بحث وغیرہ نہ کر سکے۔ اس کے بعد ان کی خواہش پر مؤرخ احمدیت مولانا دوست محمد صاحب شاہد مرحوم سے ان کے کوارٹرز صدر انجمن احمدیہ میں ملاقات کروائی۔

خواجہ محمد عبداللہ صاحب نے مولوی صاحب کو ایک معمولی نوجوان دیکھتے ہوئے بحث شروع کردی اور مولوی دوست محمد صاحب کو کفر و اسلام فضیلت مسیح ناصری علیہ السلام جزئی یا کلی نیز حضرت اقدسؑ کی کتاب تریاق القلوب 1902ء کی تصنیف ہے نہ کہ 1899ء کی وغیرہ، مسائل میں الجھانا چاہا مگر حضرت مولوی صاحب نے خواجہ صاحب کو آڑے ہاتھوں لیا۔ تاہم متانت و سنجیدگی کے ساتھ جوابات دیے اور اس کو ساکت کردیا۔

1971ء میں گوجرانوالہ میں آپ کا ایک مناظرہ اہل قرآن کے معروف مناظر میاں محمد اسماعیل صاحب سے ہوا۔ شرائط مناظرہ میں ایک شرط یہ تھی کہ احمدی مناظر صرف قرآن مجید سے ''امکان نبوت درامت اسلامیہ'' کا ثبوت دیں گے۔

حضرت مولوی دوست محمد صاحب شاہد مرحوم نے اپنی تقریر میں دو آیات قرآنی پیش کیں۔ پہلی:

وَمَن يُطِعِ اللّهَ وَالرَّسُولَ فَأُوْلَـئِكَ مَعَ الَّذِينَ أَنْعَمَ اللّهُ عَلَيْهِم مِّنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشُّهَدَاء وَالصَّالِحِينَ وَحَسُنَ أُولَـئِكَ رَفِيقاً۔(النساء:70)۔

اور دوسری آیت قرآنی:

مَا كَانَ اللّهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِينَ عَلَى مَا أَنتُمْ عَلَيْهِ حَتَّى يَمِيزَ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ وَمَا كَانَ اللّهُ لِيُطْلِعَكُمْ عَلَى الْغَيْبِ وَلَكِنَّ اللّهَ يَجْتَبِي مِن رُّسُلِهِ مَن يَشَاءُ فَآمِنُواْ بِاللّهِ وَرُسُلِهِ وَإِن تُؤْمِنُواْ وَتَتَّقُواْ فَلَكُمْ أَجْرٌ عَظِيمٌ۔
(آل عمران:180)

تفصیل کا موقع نہیں۔ پھر مخالف مناظر نے سوال کیا کہ غیر مسلم ناقدین اور مستشرقین کہتے ہیں کہ قرآنی فارمولا کے مطابق تقسیم وراثت کا حاصل ایک (One) نہیں آتا تو احمدیوں کے پاس اس کا کیا جواب ہے۔ مولانا مرحوم نے بغیر بحث ومباحثہ فرمایا کہ اس بات کا مفصل جواب ربوہ جاکر بھجوا دوں گا، اس مناظرہ میں آپ نے بہت صبر و تحمل کے ساتھ مدلّل جوابات دیئے۔ اسی کا اثر تھا کہ مدّمقابل مناظر نے آپ کو نہایت عزت و احترام سے رخصت کیا۔ اس مناظرہ کی کچھ تفصیل اہل قرآن نے اپنے ماہوار رسالہ ''بلاغ القرآن'' لاہور (1971ء جولائی کے شمارہ) میں شائع کردی تھی۔

72-1971ء میں بابیوں اور بہائیوں نے اپنے آرگن ''نفحات'' کے ذریعہ جماعت احمدیہ کے خلاف مضامین لکھے اور حضرت نعمت اللہ ولیؒ کے قصیدہ کو مسخ شدہ حالت میں پیش کیا۔ حضرت مولوی صاحب نے یہ قصیدہ اپنی اصل حالت میں الفرقان ربوہ کے شمارہ میں شائع کردیا اور بہائی دنیا پر اتمام حجّت کردی۔ خاکسار نے یہ اصل قصیدہ جب اپنے ایک بہائی پروفیسر کو دیا تو انہوں نے مطالعہ کرنے کے بعد کہا کہ اس مضمون پر آپ کے مولوی صاحب کی تحقیق بے مثال ہے، بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خواہش پر مکرم مولوی صاحب نے یہ اصل قصیدہ ملک کے بعض جریدوں میں شائع کرنے کا بندوبست کیا۔

1974ء کو قومی اسمبلی میں ہونے والی کارروائی کے موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ اپنے وفد کے ہمراہ (جن میں حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد بھی شامل تھے)، چند ماہ اسلام آباد کے سیکٹر F-8/1 میں قیام پذیر رہے۔ راولپنڈی اور اسلام آباد کے خدام کی ڈیوٹیاں لگتی تھیں۔ خاکسار کو بھی اس خدمت کی کئی بار توفیق ملی۔ اس طرح جہاں آتے جاتے ہوئے حضور کی زیارت ہوجاتی وہاں علماء سلسلہ کی مفید باتیں سننے کے مواقع بھی ملتے۔ گھر کے اوپر والے حصہ میں علماء سلسلہ کا قیام تھا۔

ایک دن حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب، حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری، حضرت مولانا دوست محمد صاحب شاہد، مکرم خلیفہ صباح الدین صاحب اور ربوہ سے خصوصی طور پر بلائے گئے حضرت مولانا قاضی محمد نذیر صاحب

لائلپوری علمی باتوں کے علاوہ وہاں موجود خدام وانصار کی باتوں کے جوابات دے رہے تھے اور نصائح بھی کر رہے تھے۔ خاکسار نے عرض کیا کہ ان دنوں شیعوں کے خلاف بھی ترجمان اہلحدیث، الاعتصام اور المنبر وغیرہ جرائد میں اس قسم کی باتیں آرہی ہیں کہ قادیانی تو ختم نبوت کا ایک دروازہ توڑتے ہیں مگر رافضی بارہ دروازے توڑتے ہیں۔ مکرم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا ماشاء اللہ اچھا منطقی استدلال ہے اور یہ حوالہ ہماری بحث سے متعلق فائدہ مند ہوگا۔

ایک دن مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے خاکسار کی ڈیوٹی لگائی کہ ''مباحثہ راولپنڈی'' کتاب کی فوراً ضرورت ہے اور یہ کتاب راولپنڈی نمبر 22 چونگی میں مکرم ملک محمد شریف صاحب کے پاس موجود ہے۔ چنانچہ عشاء سے قبل یہ کتاب خاکسار نے مہیا کر دی۔

اسی طرح ایک دن فرمایا شیعوں کی حدیث کی کتاب ''بحارالانوار'' جلد 13 اور صحاح اربعہ میں ''الاستبصار'' کی ایک جلد کی ضرورت ہے۔ بھیرہ کے حضرت منشی خادم صاحبؓ کے پاس تو شیعی کتب کا انبار تھا۔ دیکھیں آج بھیرہ والے یہ مطلوبہ کتب کس طرح لاتے ہیں۔ خاکسار نے تعمیل کرتے ہوئے راولپنڈی کے دونوں بزرگوں مکرم خواجہ محمد عنایت اللہ صاحب اور مکرم ملک محمد شریف صاحب سے رابطہ کیا۔ محترم ملک صاحب نے اپنے ایک شیعہ دوست سے یہ کتابیں لے کر دیں جو مولانا موصوف کو پہنچائی گئیں۔ گویا مولوی صاحب ہر دم تیار رہتے اور کوئی بھی دقیقہ فروگذاشت کئے بغیر مخالفین پر اتمام حجت کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے۔

1978ء کی بات ہے جب خاکسار ربوہ میں حضرت قاضی محمد نذیر صاحب مرحوم سے ملاقات کے لئے ان کے دفتر گیا۔ حضرت قاضی صاحب نے بتایا کہ عزیزم مولوی دوست محمد صاحب شاہد نے حدیث ''نبیھا منھا'' بڑی محنت سے ''خصائص کبریٰ''، ''شرح مواھب اللدنیۃ''، ''نشر الطیب''، ''ترجمان السنۃ'' وغیرہ سے نکالی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر دے کہ اس حدیث سے احمدی لٹریچر میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے اور اس حدیث کو جہاں پیش کیا گیا کامیابی ہوئی ہے۔

حضرت قاضی صاحب نے یہ بھی بتایا کہ امام سراج الدین ابن الوردی اور محمد اکرم صاحب صابری کے حوالے ''کہ ایک گروہ امّت مسلمہ نے نزول عیسیٰ سے مراد اصالتاً نہیں بلکہ وکالتاً لیا ہے'' بھی مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے نکالے ہیں اور اس پر حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے خوشنودی کا اظہار فرمایا ہے۔

1978ء میں خدام الاحمدیہ ضلع راولپنڈی کا سالانہ اجتماع تھا۔ مرکز سے حضرت مولوی صاحب اور مکرم حافظ مظفر احمد صاحب تشریف لائے ہوئے تھے۔ دونوں علماء کو بذریعہ ٹیکسی کھانے کے لئے مکرم شیخ عبدالوحید صاحب سابق امیر جماعت احمدیہ راولپنڈی کے گھر پہنچانا خاکسار کے ذمہ تھا۔ راستہ میں خاکسار نے مولانا موصوف سے عرض کیا کہ غیر احمدی مولوی کہا کرتے ہیں کہ احمدی ''مسلمان سلاطین'' میں کسی کا حوالہ امکانِ نبوت پر نہیں دے سکتے۔ جبکہ مولوی صاحب کی تحقیق دیکھئے کہ آپ جلسہ سالانہ 1977ء کی اپنی تقریر بعنوان ''تفسیر خاتم النبیین اور بزرگان سلف'' میں آٹھویں صدی ہجری کے سلطان ابوالفتح محمد شاہ تغلق کا یہ حوالہ پیش کر چکے تھے کہ:

''جب اللہ تعالیٰ کا فیض وکرم ختم ہونے والا نہیں تو نبوت کا فیض کس طرح ختم ہوسکتا ہے۔ اس وقت بھی اگر کوئی نبوت کا دعویٰ کرے اور خوارق عادات و معجزات دکھائے تو اس کو نبی تسلیم کرنے سے کون سا امر مانع ہے؟'' (اخبار الاخبار اردو صفحہ 418)

1983ء میں ایک مجلس سوال وجواب کے سلسلہ میں محترم مولانا دوست محمد شاہد صاحب مسجد نُور راولپنڈی تشریف لائے۔ ایک غیر از جماعت وکیل نے سوال کیا کہ امت محمدیہ کو قرآن کریم کی موجودگی میں کسی مجدد، امام مہدی یا امّتی نبی کی کیا ضرورت ہے؟ مولانا صاحب موصوف نے ان صاحب کو قانون کی زبان میں ایسا مسکت جواب دیا کہ وہ عش عش کر اٹھے۔

1976ء کے آغاز میں بھٹو حکومت نے اعلان کیا کہ جن پاکستانی مصنوعات پر چھ کونی نشان ہے انہیں ضبط کر لیا جائے کیونکہ یہ اسرائیلی حکومت کا نشان ہے۔

کہا جاتا ہے کہ یہ شوشہ احراری دیوبندی مولویوں اور بھٹو صاحب کے گٹھ جوڑ سے چھوڑا گیا تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کو جب یہ اطلاع ملی کہ احمدیوں کو اسرائیلی ایجنٹ قرار دے کر پورے نظام کو خلاف آئین سمجھا جائے گا۔ تو آپؒ نے فوری طور پر مولانا موصوف کو ریسرچ کر کے مضامین لکھنے کا فرمایا کہ قدیمی اسلامی حکومتوں میں قلعوں، سکّوں، اہم عمارات، مساجد اور مزاروں پر چھ کونی ستارہ ہی قومی نشان کے طور پر استعمال رہا ہے۔ اسرائیلی حکومت نے اپنے جھنڈے پر مسلمانوں کی نقل میں چھ کونی ستارے کو ترجیح دی۔ مولانا موصوف نے تحقیقی مقالہ لکھا جو رسالہ ''لاہور'' میں 10 مئی اور 7 جون 1976ء کو شائع ہوا۔ ان مضامین کی مختلف اخبارات اور رسائل میں اشاعت سے سارا معاملہ داخل دفتر ہوا اور احمدیت کے خلاف سازش ناکام ہوئی۔ یہ مضمون تفصیل کے ساتھ ہفت روزہ ''صحافت'' لاہور نے اپنی اشاعت 17 ستمبر 1993ء میں بھی شائع کیا گیا۔

مولانا موصوف کی جامعہ احمدیہ کی تعلیم کا آغاز 1944ء میں ہوا۔ اسی عرصہ میں آپ نے تحقیقی مضامین لکھنے شروع کر دیے۔ آپ کا ایک زبردست مضمون بعنوان ''مسلم نما یہود کے لئے مثیل مسیح کا ظہور'' رسالہ ''ریویو آف ریلیجنز'' (اردو) بابت ماہ ستمبر 1945ء میں شائع ہوا۔ اس مضمون میں مولوی صاحب نے بے شمار مماثلتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حضرت مسیح ناصری علیہ السلام سے شرح و بسط کے ساتھ بیان کی ہیں۔

1952ء میں مولانا صاحب نے جامعۃ المبشرین سے شاہد امتحان پاس کیا اور ڈگری حاصل کرنے کے لئے انہوں نے ''تحریک جماعت اسلامی'' پر شاندار مقالہ لکھا جس پر جامعہ کے بورڈ نے انہیں شاہد قرار دیا۔ یہ تحقیقی مقالہ ''الفرقان'' ربوہ کے خاص نمبر مئی و جون 1955ء میں شائع ہوا۔ اس مقالہ میں قیم جماعت اسلامی میاں طفیل محمد صاحب کا یہ بیان موجود ہے: ''مولانا (سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی) اس زمانہ میں اسلام کی ایک مانی ہوئی ہستی تھے اور اسلام کے ہر مسئلہ میں سند تھے اور سند ہیں۔'' (قاصد کشمیر نمبر)

اسی حوالہ کی بنا پر اہل قرآن اور بالخصوص جناب غلام احمد صاحب پرویز نے مولانا مودودی صاحب پر انکار ختم نبوت کا الزام لگایا ہے۔

اسی طرح مولانا موصوف نے یہ انکشاف کیا کہ دیوبندیوں کے بزرگ مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنی کتاب ''اسلامی احکام عقل کی نظر میں'' میں حضرت مسیح موعودؑ کی کتاب ''اسلامی اصول کی فلاسفی'' کے کئی صفحات نقل کئے ہیں۔

مولوی صاحب موصوف مجالس سوال و جواب میں مواقع اور مناسبت کے مطابق اپنی مخصوص لَے میں معروف شعراء کے اشعار بھی پڑھتے تھے جن میں سائل کے سوال یا اعتراض کا مکمل جواب ہوتا۔ 2000ء میں آپ مرکز کی ہدایت کے تحت کسی کام کے سلسلہ میں راولپنڈی تشریف لائے۔ آپ کا قیام مسجد بیت العطاء پشاور روڈ میں تھا۔ خاکسار ملنے گیا بڑی محبت سے ملے۔ اس دوران واقعہ سنایا کہ دبئی میں ایک صاحب نے سوال کیا تھا کہ 1984ء کے آرڈیننس کے بعد جماعت احمدیہ کا کیا مستقبل ہوگا۔ جس پر مَیں نے حفیظ ہوشیار پوری کا یہ شعر سنایا تھا جس سے سائل کا سوال کافور ہوگیا:

رات جتنی طویل ہوتی ہے صبح اتنی جمیل ہوتی ہے
ساری فرعونیت حفیظ ایک دن غرق دریائے نیل ہوتی ہے

دوسرا واقعہ یہ سنایا کہ ایک دفعہ ایک غیر احمدی مولوی صاحب خلافت لائبریری ربوہ آئے انہوں نے سوال کیا کہ پاکستان میں تو احمدیوں کو کافر قرار دے دیا گیا ہے۔ آپ نے اُن مولوی صاحب سے کہا کہ 54-1953ء میں جوش ملیح آبادی ہندوستان سے ہجرت کرکے پاکستان آئے۔ 1953ء کے حالات و واقعات جو احمدیوں کے بارہ میں ان کے ذہن میں تھے۔ کسی صحافی نے جوش سے پوچھا کہ آپ کے بعض خیالات کے باعث بعض علماء آپ کو کافر کہتے ہیں۔ حضرت جوش ملیح آبادی نے فوراً یہ شعر پڑھا:

رہا جو میں ہند کی نظروں میں مسلم
بنا کافر جو پاکستان آیا

بے پناہ صلاحیتوں اور تحقیقی کاوشوں کی وجہ سے 93-1992ء میں کیمبرج کے مشہور بین الاقوامی ادارہ ''انٹرنیشنل بائیوگرافیکل سنٹر'' نے محترم مولانا صاحب کو Man of the Year کا اعزاز دیا۔ یہ اعزاز ایسی علمی شخصیات کو دیا جاتا ہے جن کی صلاحیتوں کا عالمی سطح پر اعتراف کیا جاتا ہے۔

علمی، ادبی اور تحقیقی خوبیوں کے علاوہ مولانا موصوف کے اوصاف یہ بھی تھے کہ ایک مرتبہ خاکسار آپ سے ربوہ میں ملا اور خوشاب میں واقع ایک قدیم مسجد جس کا معروف نام بادشاہوں والی مسجد ہے اس کے باہر والے دروازے کے اوپر حضرت مسیح موعودؑ کا یہ شعر کندہ ہے:

عجب نوریست در جان محمدؐ
عجب لعلیست در کان محمدؐ

خاکسار نے اس کا فوٹوگراف پیش کیا تو محترم مولانا نے فرمایا: ''بیش قیمت ریکارڈ ہے، نہایت شکریہ، نہایت شکریہ''۔

عرصہ ہوا خاکسار نے حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک فیض یافتہ بزرگ حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بسملؓ کی سیرت و سوانح پر ایک مضمون لکھا جو روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 18/اکتوبر 1980ء میں شائع ہوا۔ اس کی اشاعت پر آپ نے حوصلہ افزائی فرمائی اور فرمایا کہ ایسے مضامین لکھا کرو خود اپنا علم بھی بڑھتا ہے اور دیگر احباب کی معلومات میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔

ایک دفعہ فرمانے لگے میری صحت کا راز سائیکل چلانا ہے اور فوراً حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کا یہ ارشاد سنایا: ''دعائیں کرتے ہوئے پچھلے دنوں مجھے خیال آیا کہ سائیکل چلانا صحت کے لئے بڑا اچھا ہے''۔

2008ء میں ایک ملاقات کے دوران خاکسار نے کہا کہ مولانا صاحب آپ تھوڑے کمزور نظر آرہے ہیں بڑے حوصلہ سے فرمانے لگے: واقف زندگی کبھی کمزور نہیں ہوتا۔

2003ء میں ربوہ ان کے دفتر گیا اور عرض کی ہمارے بھیرہ کے ایک معروف صحابی حضرت میاں جمعہ خان صاحبؓ تھے جن کی تبلیغ کی وجہ سے ایک پورا قبیلہ احمدی ہوگیا ان کے بارہ میں ضروری معلومات درکار ہیں۔ فرمانے لگے: صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے متعلق ضروری معلومات و ریکارڈ فراہم کرنا میرے فرائض منصبی میں شامل ہے۔ اور آپ کو ضروری نوٹ بذریعہ ڈاک مل جائے گا۔ چند دنوں بعد خاکسار کو مکرم مولانا صاحب کا خط اسلام آباد کے پتہ پر مل گیا جس میں تمام معلومات موجود تھیں۔

آپ بہت حلیم الطبع تھے۔ ایک اجلاس میں ایک صاحب نے مولانا صاحب سے تلخی میں کوئی بات کی مگر آپ نے تحمل اور خندہ پیشانی سے ان کو سمجھایا اور ان کی باتوں کا کوئی برا نہ منایا۔

آپ کے اوصاف حمیدہ میں سے ایک نمایاں وصف اپنے اساتذہ کے نام بڑے ادب سے لینا بھی تھا۔ مثلاً استاذی المکرّم قاضی محمد نذیر صاحب، مولانا غلام باری صاحب سیف، مولانا محمد سلیم صاحب سابق مربی بلاد عربیہ وغیرہ۔

خلافت احمدیہ کے ساتھ آپ کا گہرا تعلق تھا بلکہ آپ اس کے ایک فدائی تھے۔ خلیفۂ وقت کی طرف سے کوئی کام آجاتا خواہ رات کے دو بجے ہوتے، کام مکمل ہونے تک اور کوئی کام نہ کرتے اور اپنا کھانا پینا حتیٰ کہ اپنا آرام بھی قربان کردیتے۔ کبھی کوئی پریشانی کا ان سے ذکر کرتا تو فرماتے سب سے پہلے خلیفۂ وقت کو دعا کے لئے لکھو پھر صدقہ دو پھر درود شریف اور استغفار کثرت سے پڑھو۔

آپ کو ہمیشہ یہی کہتے سنا کہ میں حضرت سلطان القلمؑ کی فوج کا ایک ادنیٰ سپاہی، دربار خلافت کا ادنیٰ خادم، خاکپائے خلفاء ہوں، ایوان خلافت کا کفش بردار، ایوان خلافت کا خاک در، خاکپائے مسرور ہوں۔ مولانا موصوف اپنے لباس، ظاہری حلیہ میں بھی خلیفۂ وقت کا نمونہ اختیار کئے ہمیشہ اچکن، شیروانی اور پگڑی زیب تن فرماتے اور چھڑی (عصا) ہاتھ میں رکھتے۔ آپ کے اس لباس کو دیکھ کر ایک غیر احمدی مولوی صاحب نے آپ کی بہت تعریف کی۔ خلافت کے ساتھ عشق و وفا ایسا تھا کہ بقول شاعر (مکرم چوہدری شبیر احمد صاحب):

پروانہ تھا وہ شمع خلافت کا جاں نثار
جس وقت اس کو دیکھا محو طواف تھا

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مولوی صاحب موصوف کو چار خلفائے احمدیت کی سند خوشنودی حاصل رہی۔ اللہ تعالیٰ خلافت کو ہزاروں آپ جیسے جاں نثار عطا فرمائے۔ بہر حال مولوی صاحب کی یادیں تو بہت ہیں مگر میں اس مضمون کو مکرم اعظم نوید صاحب کے اس پیارے شعر پر ختم کرتا ہوں:

ہو حسن ذکر تیرا، اور چند شعروں میں!
مَیں چاہتا ہوں کہ اس پر کوئی کتاب لکھوں

حضرت حکیم مرہمِ عیسیٰ ؓ

(عبدالرحمٰن شاکر)

داغ دہلوی کامشہورشعرہے۔ ؎

داغ کا نام سن کے فرمایا

آدمی کا یہ نام ہوتا ہے!

اگرداغ کسی آدمی کا نام ہوسکتا ہےتویقین فرمائیں کہ"مرہم عیسیٰ" بھی ایک آدمی کاہی نام ہے۔والدین نے تومحمد حسینؔ نام رکھا تھا۔مگر"مرہم عیسیٰ" نام نے اس قدرشہرت پائی کہ لوگ اصلی نام تقریباً بھول ہی گئے تھے۔

آپ حضرت میاں چراغ دین صاحبؓ (وارث میاں سلطان محمد صاحب ٹھیکیدارجنہوں نے لاہورریلوے سٹیشن تعمیرکرایاتھااورکئی لاکھ روپے کے بل گورنمنٹ کومعاف کردیئے تھے)کےفرزنداکبرتھے۔میاں چراغ دین کے آبائی مکان لاہورمیں لنگے منڈی یعنی اندرون شہرتھے۔مگرنئے مکانات بیرون دہلی دروازہ بنانے پرمستقل طورپریہاں رہائش اختیارکرلی۔چنانچہ مبارک منزل میں حضرت اقدس مسیح موعودعلیہ الصلوٰۃ والسلام،حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ اورحضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ یہاں فروکش ہوتے رہے۔عرصہ تک نچلی منزل میں باجماعت نمازیں اداکرتے رہے۔درس القرآن کاسلسلہ جاری رہا۔حضورعلیہ السلام نے اپنے آخری سفرکے ایام میں یہاں ہی قیام فرمایاتھا۔بعدمیں خواجہ کمال الدین صاحب نے میاں چراغ دین صاحب سے اجازت طلب کی اورحضوربمع خاندان احمدیہ بلڈنگس تشریف لے گئے تھے۔

حکیم محمدحسین صاحب المعروف بہ مرہم عیسیٰ 1860ء میں پیداہوئے۔حضرت حافظ رحیم اللہ صاحب رضی اللہ عنہ سے مسجد لنگے منڈی میں قرآن مجید پڑھااوراس وقت کی مروّجہ تعلیم عربی فارسی کے بعدطب کی تکمیل مفتی ضیاءالدین صاحب لاہوری سے کی اورانہی کے مشورہ سے پنجاب یونیورسٹی کے سہ سالہ کورس میں اول آکر"زبدۃ الحکماء" کی سندلی اورخودمطب کرنے لگے۔1892ء میں حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کے ہاتھ پربیعت ہوئے۔نیز قادیان جاکرلقمان الملک حضرت حاجی حکیم نورالدین صاحبؓ سے بھی طبّ پڑھی۔حضرت مسیح موعودؑ چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات سے متعلق دلائل جمع کرنے کی طرف خاص توجہ فرمارہے تھے۔اسی کے زیراثرحکیم محمدحسین صاحب کوخیال آیاکہ معلوم کرناچاہئے کہ وہ کون سی دواتھی جس کے ذریعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے گہرے زخم مندمل ہوئے۔یہ بہت مشکل کام تھاتاہم پرانی کتب طب یونانی سےمحنتِ شاقہ کے بعداورساتھ ہی پنجاب پبلک لائبریری لاہورسے انگریزی کتب کی مددسے اس مرہم کے اجزاءدریافت کرکے ہی دم لیااب مشکل یہ آن پڑی کہ ان ادویہ میں سے بعض ہندوستان میں مطلق دستیاب نہ تھیں۔مگربرطانیہ میں Messers Burroughs Wellcome سے مل گئیں۔زرکثیرخرچ کرکے مرہم بنائی اوراشتہاردےدیا۔ساتھ ہی ایک کتابچہ میں"مرہم عیسیٰ" کی مکمل تاریخ دےدی اورتمام شہرلاہورمیں بڑے بڑے پوسٹرچسپاں کرادیئے اوراطراف میں بھی پھیلادیئے۔اشتہارکےاوپرنہایت جلی قلم سے

"مرہم عیسیٰ۔مرہم رسل۔مرہم حواریوں"

لکھاتھا۔اورنیچےحضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ شبیہ جوعام طورپرگرجوں میں پائی جاتی تھی یعنی صلیب پرلٹکے ہوئے اورہاتھ پاؤں میں لمبے لمبے کیل گڑے ہوئے یہ اشتہارلاہورکےاس وقت کے چوٹی کے خوشنویس تھّوصاحب نے لکھااوررائے صاحب منشی گلاب سنگھ کے پریس میں طبع ہوئے۔اسی اشتہارپرعیسائی صاحبان نے بہت احتجاج کیاکہ"مرہم عیسیٰ"نام غیرمناسب ہے۔اورمطالبہ کیاکہ اسے ضبط کرکےمشتہرپرمقدمہ چلایاجائے کیونکہ عیسائیوں کی سخت دلآزاری ہوئی ہے۔چنانچہ پولیس نےحکیم صاحب کوگرفتارکرلیا۔آپ ضمانت پررہاہوگئےتوفوراًقادیان گئےاورحضرت مسیح موعودعلیہ السلام سےساراماجراعرض کیا۔حضورؑبڑےخوش تھے کہ چلواس طرح تبلیغ کاایک اورموقع ہاتھ آیاہےاب عیسائیوں پرحجت ہوجائے گی کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام صلیب سےبچ کریہ دوااستعمال کرکےصحت یاب ہوگئےتھے۔

حکیم محمدحسین صاحب نے جناب خواجہ کمال الدین صاحب اورلاہورکے ایک بنگالی کالی پرمسن کواپناوکیل بنایا۔دوسرےدن ڈپٹی کمشنرکےسامنے پیش ہوئےتواس نےحکم دیاکہ حکیم صاحب سارےشہرمیں چسپاں کردہ اشتہارات جلدتراتروائیں۔خواجہ صاحب نےکہاکہ یہ کام میرےمؤکل سےتوممکن نہیں ہاں اگرآپ پولیس کوحکم دیں تووہ ضرورکرلےگی۔وہ پہلےہی غصہ میں بیٹھاتھا۔اوربھی سیخ پاہوگیااورحکیم صاحب کےخلاف فوراًفیصلہ لکھوادیا۔جس کی اپیل خواجہ صاحب نےعدالت سیشن میں کردی۔

سیشن جج بھی انگریزتھا۔اس نےایک بات بھی نہ سنی اورحکیم صاحب کے خلاف فیصلہ لکھ دیا۔اس کی اپیل چیف کورٹ لاہورمیں دائرکی گئی۔

ادھرحکیم صاحب دم بدم تمام حالات کی اطلاع حضرت اقدس علیہ السلام کوقادیان میں بھجوارہےتھے۔ہائی کورٹ میں تاریخ مقررہوئی توحکیم صاحب پھرقادیان گئےاوردعائےخاص کےلئےعرض کیا۔حضورعلیہ السلام نےبہت تسلی دی اورفرمایاکہ:"مجھےتوخدانےپہلےہی الہاماًبتادیاہےکہ حسینؔ کوٹیپوؤں کےشر سےبچایاگیاہے۔"(تذکرہ طبع ثانی صفحہ 767)

جب عدالت عالیہ میں مقدمہ پیش ہواتوبڑےبڑےپادری صاحبان تشریف لائے۔اوپرسےکثیرتعدادمیں مسلمان بھی پہنچ گئے۔انگریزجج مسل کامطالعہ کرکے غصےمیں بھراآگ بھبھوکاہورہاتھا۔پوچھاکہ"یہ اشتہارکس شخص نےلکھےہیں؟" حکیم صاحب کھڑےہوگئے۔مگرجج نےانہیں نہ دیکھا۔اس نےدوبارہ کہاکہ"یہ اشتہارکس شخص نےلکھاہے؟" حکیم صاحب پھرکھڑےہوگئے۔مگرجج نےان کی طرف نہ دیکھا۔تیسری مرتبہ بھی یہی ہواتووکیل کالی پرمسن نےعدالت کومخاطب کرکےکہاکہ:"یہ کیسی عدالت ہےکہ میرامؤکل تین دفعہ سامنےکھڑاہواہےاورجج صاحب کونظرہی نہ آیا۔"

باقی صفحہ 20 پرملاحظہ فرمائیں

جھوٹے مدعیٔ نبوت اسود عنسی کا انجام

(کلیم احمد کِم)

اسود عنسی کا اصل نام عَبْہلہ بن کعب العنسی ہے۔ یہ یمن میں رہتا تھا اور قبیلہ مذحج سے تعلق رکھتا تھا۔ اسود عنسی نے جھوٹی نبوت کا دعویٰ کر کے تاریخ میں شہرت پائی۔ اسود عنسی کو دو لقبوں سے موسوم کیا جاتا ہے۔ پہلا ''ذوالخمار'' یعنی ہر وقت منہ پر کپڑا ڈالے رکھتا تھا۔ دوسرا لقب ''ذوالحمار'' تھا کیونکہ وہ ایک گدھے کی سواری کرتا تھا اور یہ گدھا اس کے کہنے پر عمل کرتا تھا۔ وہ جب کہتا کہ بیٹھ جاؤ تو، گدھا بیٹھ جاتا تھا گویا کہ وہ اسود عنسی کے اشاروں پر عمل کرتا تھا۔ ایک وجہ ارباب سیر نے یہ بھی بیان کی ہے کہ اسود عنسی کے بارہ میں مشہور تھا کہ ایک شیطان مؤکل کی صورت میں اس کے ساتھ مشاورت کرتا تھا۔ اسود عنسی کہتا تھا کہ وہ شخص جو اس پر ظاہر ہوتا ہے وہ گدھے پر سوار ہو کر اس کے پاس آتا ہے۔

اسود عربی میں سیاہ رنگ کو کہتے ہیں اسود عنسی کا رنگ کالا تھا سو اس نے اسی نام سے شہرت پائی۔ اس کے بارہ میں یہ کہا جاتا ہے کہ یہ کاہن تھا۔ اس سے عجیب و غریب باتیں صادر ہوتی تھیں اور یہ اپنی چکنی چپڑی باتوں سے لوگوں پر بہت اثر انداز ہوتا تھا، لوگ اس کے سحر میں مبتلا ہو جاتے تھے۔

آنحضرت ﷺ کے زمانہ میں یمن کا علاقہ مُلک فارس یعنی کسریٰ کے زیر نگین تھا۔ کسریٰ نے یہاں ایک نیک دل انسان بازان بن ساسان کو گورنر مقرر کیا ہوا تھا۔ یہودیوں کو سلطنت روما (عیسائیوں کی حکومت) سے بہت توقعات وابستہ تھیں کہ ہرقل ان کی مدد کرے گا۔ لیکن عیسائیوں نے یہودیوں کو کافی دق کر رکھا تھا اور ان یہودیوں کے اشتعال دلانے پر ہی کسریٰ نے چند سپاہی آنحضرت ﷺ کو پکڑنے کے لئے بھیجے تھے۔ اگرچہ فارس اُس وقت کی سپر پاور تھی اس لئے وہ عربوں کو تو مجبور و مقہور اور لاچار سمجھتے تھے۔

جب پیشگوئی کے مطابق کسریٰ کو اس کے بیٹے شیرویہ نے قتل کر دیا تو یمن کے گورنر بازان بن ساسان نے اسلام قبول کر لیا اور اس ساتھ ہی اس کے نیک طینت دوست احباب بھی مشرف با اسلام ہوئے اور اسلام یمن میں پھیلنے لگا۔ اگرچہ گورنر تو مسلمان ہی تھا مگر وہاں کے لوگ مذہبی طور پر آزاد تھے۔ سو اکثریت اپنے گزشتہ مذہب پر کاربند تھی۔ یعنی عوام سیاسی طور پر حکومت کے ساتھ تھی مگر مذہبی طور پر آزاد تھی۔ بازان بن ساسان کی وفات کے بعد اس کا بیٹا شہر بن بازان جانشین بنا۔

آنحضرت ﷺ نے بھی بہت سارے امراء یمن کے لوگوں کے لئے وہاں بھجوائے تھے اور حضرت معاذ بن جبل کو معلّم بنایا تھا۔ پھر آپؐ نے بازان بن ساسان کی وفات کے بعد یمن کی حکومت تقسیم کر کے اس کے بیٹے شہر بن ساسان، حضرت معاذ بن جبل اور حضرت موسیٰ کو مرحمت فرمائی۔

جب آنحضرت ﷺ کی طبیعت علالت کی طرف بڑھ رہی تھی تو اس بات کی اسود عنسی کو مکمل آگاہی تھی۔ چنانچہ اُس نے اپنی فوج بنانی شروع کی اور بڑے بہادر سپاہیوں کو اپنی فوج کا حصہ بنایا۔ مزید برآں اپنی چترزبانی اور شعبدہ بازی سے عام اور سادہ لوگوں کو بھی اپنا ہمنوا بنا لیا۔ اُس نے اپنی فوج میں تقریباً سات سو سبک رفتار گھڑسوار بھی شامل کر لئے۔ اسود نے اپنے ہی قبیلے کے ایک شخص عمرو بن کرب معدی کو اپنے قبیلے کا نائب مقرر کیا۔ اگرچہ یہی عمرو بن معدی کرب بنوز بید کے وفد کے ساتھ آنحضرت ﷺ سے ملنے کے بعد مسلمان ہو چکا تھا لیکن وہ بھی اسود عنسی کے فتنہ کے جال میں پھنس گیا اور مرتد اور باغی بن گیا۔ اسود نے اپنی فوج کا نائب اپنا ایک وفادار قیس بن عبد یغوث کو مقرر کیا تھا۔

اسود عنسی نے فوج تیار کرنے کے بعد انتہائی سرعت کے ساتھ نجران پر حملہ کر دیا اور وہاں پر قابض ہو گیا پھر اس نے صنعاء پر حملہ کیا۔ یہ حملہ اتنا جارحانہ اور سرعت کے ساتھ کیا کہ مسلمان اپنی فوج کو مجتمع ہی نہ کر سکے۔ اس حملہ میں حضرت شہر بن بازان شہید ہو گئے۔ اُس وقت حضرت معاذؓ بن جبل بھی صنعاء میں ہی تھے۔ آپؓ وہاں سے حضرت موسیٰ اشعری کے پاس مآرب آ گئے اور پھر اتفاق رائے سے حضرموت آ گئے اور ایک خط کے ذریعے اسود عنسی کے دعویٰ نبوت اور خروج کے بارہ میں آنحضرت ﷺ کو آگاہ کیا گیا۔ اس خروج اور لوگوں کے ارتداد کی خبر کی آگہی آپؐ کی وفات سے چند ماہ قبل ہو چکی تھی اور آپؐ نے وہاں کے مسلمانوں کو ایک خط بھی تحریر فرمایا تھا کہ اسود عنسی کے فتنہ کی حتیّ المقدور مقابلہ کر کے بیخ کنی کی جائے۔ چنانچہ مسلمانوں نے مل کر مشاورت کی کہ کس طرح اس فتنہ کا تدارک کیا جا سکتا ہے تو سب اس بات پر متفق ہو گئے کہ اسود عنسی کو کیفرکردار تک پہنچا دیا جائے۔

اگلا مرحلہ یہ تھا کہ اسود عنسی تک کیسے رسائی حاصل کی جائے اور اس جھوٹے مدعیٔ نبوت کا خاتمہ کیا جائے۔ تو اس کو حسن اتفاق کہیں کہ ان دنوں میں اسود عنسی کا اُس کی فوج کے جرنیل قیس بن عبد یغوث کے ساتھ شدید اختلاف ہو گیا۔ چنانچہ اسود کی کینہ پروری اور عیّارانہ پن سے قیس بن عبد یغوث کو ہر لحظہ جان کا خطرہ محسوس ہوتا تھا۔ اسود عنسی بھی بہت چوکنّا اور ہوشیار ہو گیا تھا۔ قیس بن عبد یغوث نے اپنے قریبی ساتھیوں کو بھی اس معاملہ میں اپنے ساتھ ملا لیا۔ اس اختلاف کے نتیجہ میں ہی مسلمانوں نے قیس بن عبد یغوث سے رابطہ کیا اور اسود کے خلاف اُس سے مدد چاہی تو اُس نے مدد کی حامی بھر لی۔

شہر بن ساسان کی شہادت کے بعد اسود عنسی نے شہر بن ساسان کی بیوی کے ساتھ شادی کر لی تھی۔ بعض روایات میں اس خاتون کا نام آزاد اور بعض روایات میں مرزبانہ پایا جاتا ہے۔ بہرحال اس خاتون سے فیروز دیلمی کی وساطت سے رابطہ کیا گیا۔ فیروز دیلمی مرزبانہ کا چچازاد بھائی تھا۔ اُس نے مرزبانہ کو یہ پیغام بھیجا کہ یہ اسود عنسی وہ درندہ صفت انسان ہے جس نے تیرے باپ اور تیرے شوہر کو شہید کیا تھا، یہ اسلام کا بدترین دشمن ہے اور یہ کہ تیری زندگی اس کے ساتھ کیسے گزرے گی؟

فیروز دیلمی اس خاتون یعنی مرزبانہ کا چچازاد بھائی اور نجاشی کا بھانجا بھی

تھا۔ چنانچہ مرزبانہ نے بھی مسلمانوں کی مدد کرنے میں خوشی کا اظہار کیا اور حکمت عملی طے کرنے لگی۔

دوسری طرف اسود عنسی نے قیس کے رویہ کی وجہ سے قیس کو قتل کرنے کا ارادہ کر لیا ہوا تھا۔ سو اُس نے قیس بن عبد یغوث کو اپنے پاس بلوایا تو قیس بن عبد یغوث نے عقلمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے قبیلہ ہمدان اور قبیلہ مذحج کے دس سربرآوردہ اشخاص کو بھی اپنے ساتھ لے لیا۔ ان اشخاص کی وجہ سے اسود نے قیس بن عبد یغوث کو قتل نہ کیا۔ لیکن جب قیس واپس آیا تو اس نے فیروز دیلمی کے ساتھ مل کر اسود عنسی کے قتل کا پختہ منصوبہ بنالیا اور اس میں مرزبانہ سے بھی مدد چاہی۔

مرزبانہ نے بتایا کہ اسود کے پہریدار بہت ہوشیار ہیں صرف اس جھر کے پچھواڑے سے نقب لگا کر آؤ اور اس طرح آرام سے اسود عنسی کے سونے کے کمرے میں پہنچ جاؤ گے۔

چنانچہ منصوبہ کے مطابق نقب لگا کے فیروز دیلمی اسود کے کمرے میں پہنچا اور اس سے قبل مرزبانہ نے اسود کو بہت زیادہ شراب پلا کر سلا دیا ہوا تھا اور بعض روایات میں آتا ہے کہ اس کو انار بھی کھلایا تھا۔ اسود بھی ایک گرانڈیل شخص تھا اور اسی طرح فیروز دیلمی بھی جسامت اور بہادری میں کسی سے کم نہ تھا۔

فیروز دیلمی کے کمرہ میں داخل ہونے پر اسود جاگ اٹھا تھا اور اس نے فیروز دیلمی پر حملہ بھی کیا تھا مگر فیروز دیلمی نے لپک کر اُس کے سر کو قابو کر لیا اور زوردار جھٹکا دے کر اُس کی گردن توڑ ڈالی۔ پھر فیروز نے باہر آکر اپنے ساتھیوں کو اطلاع کی کہ دشمن کا کام تمام کر دیا ہے۔ وہ بھی دیکھنے کے لئے اندر آئے تو دیکھا کہ اسود عنسی کے گلے سے بیل کے ڈکرانے کی سی آوازیں آرہی ہیں۔ اس پر فیروز نے آگے بڑھ کر اُس دشمنِ اسلام کا سر تن سے جدا کر دیا۔

کہتے ہیں کہ جب اسود کے ڈکرانے کی آوازیں سن کر پہریدار آئے تو مرزبانہ نے ان کو یہ جواب دیا کہ اسود پر وحی نازل ہو رہی ہے اس لئے گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

رات گزری تو صبح فجر کی اذان فیروز اور اس کے ساتھیوں نے دی اور با آواز بلند کہا کہ محمد ﷺ اللہ کے سچے رسول ہیں اور عَبہلہ جھوٹا شخص ہے۔ اس پر اسود کے ساتھی ان حامیان اسلام پر حملہ آور ہوئے اور سخت مقابلہ ہوا۔ جب مسلمانوں نے اسود کا کٹا ہوا سر اُن کی طرف لڑھکا دیا تو اسود کے حامی بھی حواس باختہ ہو کر بھاگ گئے۔ اسود عنسی کے قتل اور اس کی فوج کے بھاگنے کی خبر جب آنحضرت ﷺ کو بھیجی گئی تو آپ کا وصال ہو چکا تھا۔ مگر ایک روایت ہے کہ اسود عنسی کے قتل اور اس کی فوج کے بھاگنے کی خبر خدا تعالیٰ نے آپؐ کو اسی رات ہی دیدی تھی اور یہ بھی بتایا تھا کہ ایک مردِ مبارک نے جو ایک مبارک اہل بیت میں سے ہے، اُس کو قتل کیا ہے اور اس کا نام فیروز ہے۔

بالآخر اس مدعی نبوّت کا انجام اللہ کی اس تقدیر کے ساتھ ویسا ہی ہوا کہ جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے کہ ''جو کوئی میری طرف سے سے بات گھڑتا ہے میں اس کی شہ رگ کاٹ دیتا ہوں''۔ یہ فتنہ تقریباً چار ماہ تک جاری رہا تھا۔ بعد ازاں حسب معمول تمام عمّال جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ تھے اپنے اپنے علاقوں میں اپنے فرائض منصبی ادا کرنے لگے۔

بقیہ از صفحہ 14:

حکیم مرہم عیسیٰ

جب مقدمہ کی کارروائی شروع ہوئی تو جناب خواجہ صاحب نے پرانی طبّی کتب پیش کر کے استدلال کیا کہ ''مرہم عیسیٰ'' نام کوئی آج کا نہیں ہے بلکہ سینکڑوں برس سے کتابوں میں موجود ہے اور عام طور پر مروّج ہے۔ اور ساتھ ہی حضرت اقدس علیہ السلام کی اس تحریر کا انگریزی ترجمہ پڑھ کر سنایا جو حضورؑ نے حکیم صاحب کو خاص اس موقع کے لئے لکھ کر دی تھی اور تاکید کی تھی کہ جج کو ضرور سنائی جائے۔ حضورؑ نے فرمایا تھا کہ:

''انجیل سے ثابت ہے کہ واقعۂ صلیب کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے حواریوں کو اپنے زخم دکھائے۔ ان حواریوں میں سے ایک طبیب بھی تھا۔ (یعنی لوقا جس کو پیارا طبیب بھی کہتے ہیں) اور یہ بھی مسلّم ہے کہ حضرت عیسیٰ کی زندگی میں (جو بقول عیسائیوں کے 33 برس ہے) سوائے واقعہ صلیب کے کوئی ایسا واقعہ نہیں ملتا جس کے لئے مرہم تیار کی گئی ہو تو ثابت ہوا کہ وہ یہی مرہم ہے جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زخموں کو مندمل کیا تھا۔''

اس پر پادری صاحبان ششدر رہ گئے۔ جج نے یہ بھی کہا کہ اگر اس مرہم کا نام کوئی اَور رکھ دیا جائے تو کیا حرج ہے؟ اس کا جواب یہ دیا گیا کہ آج عیسائی حضرات 'مرہم عیسیٰ' پر اعتراض کرتے ہیں۔ کل ہندو 'گاؤزبان' اور 'گاؤدنتی' پر اعتراض کریں گے۔ نیز عیسائی صاحبان 'عودِ صلیب' اور 'پنجۂ مریم' پر بھی اعتراض کریں گے۔

جج اس دلیل سے بہت متاثر ہوا۔ آخر حکم دیا کہ اس مرہم کا نام تو یہی رہے گا مگر اشتہار میں جو تصویر حضرت عیسیٰؑ کی بنائی ہے وہ حذف کر دی جائے اور کچھ عبارت میں بھی ترمیم کر دی جائے۔

گویا کہ حکیم محمد حسین صاحب کو نمایاں فتح ہوئی۔ حکیم صاحب نے نئے اشتہار طبع کرائے۔ پہلے سے زیادہ تعداد میں چھپاں کرائے اور خوب تقسیم کئے۔ حتّٰی کہ ان کا نام ہی ''حکیم مرہم عیسیٰ'' مشہور ہو گیا۔

حکیم صاحب قرآن مجید کے عاشق تھے۔ گہرا علمی شغف رکھتے تھے اور حضرت اقدسؑ کی کتب پر خوب عبور تھا۔ تاہم 1914ء میں خلافت ثانیہ کے وقت جماعت لاہور کے ہمنوا ہو گئے۔ مگر ایک بات تھی کہ ان کو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کی ذات سے انس تھا جو حکیم صاحب کو آخر کار کھینچ کر لے ہی آیا اور بیعت خلافت کر لی۔ خدا نے دستِ شفا بخشا تھا۔ مرہم سے مالی نفع بھی خوب ہوا۔ ویسے بھی آپ کثیر العیال تھے۔ صحت بھی خوب پائی تھی۔ 28/ اکتوبر 1954ء کو وفات پائی اور بہشتی مقبرہ ربوہ میں دفن ہوئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے 313 صحابہؓ کی فہرست میں نمبر 271 پر ان کا نام درج کیا ہے۔

اس مقدمہ میں حکیم صاحب نے علاوہ اخراجات کثیر کے بڑی کوفت اٹھائی مگر حضور علیہ السلام کے اعلان کی خوب تائید کی جبھی تو حضرت اقدس علیہ السلام نے درثمین میں لکھا ہے

مرہم عیسیٰ نے دی تھی محض عیسیٰ کو شفا
میری مرہم سے شفا پائے گا ہر مُلک و دیار

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے 36ویں سالانہ اجتماع 2018ء کا انعقاد

سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی تشریف آوری اور اختتامی خطاب، علمائے سلسلہ کی تربیتی تقاریر، اور معلوماتی پریزنٹیشنز، علمی اور ورزشی مقابلہ جات کا انعقاد، معلوماتی و تبلیغی نمائشوں کا اہتمام۔ 2519/ انصار سمیت کُل 3913/ افراد کی شمولیت۔

(محمود احمد ملک۔ ناظم رپورٹنگ سالانہ اجتماع)

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ برطانیہ کے احمدیوں کو یہ سعادت حاصل ہے کہ خلفائے احمدیت کی براہ راست ہدایت، رہنمائی اور دعاؤں سے فیضیاب ہوتے ہوئے نظام جماعت اور اپنی ذیلی تنظیموں میں ترقی کی منازل طے کرتے چلے جارہے ہیں۔ ان ترقیات کی پیمائش کا ایک ذریعہ ذیلی تنظیموں کے سالانہ اجتماعات بھی ہیں۔ امسال مجلس انصاراللہ برطانیہ کے 36ویں سالانہ اجتماع کی خصوصیت یہ بھی تھی کہ یہ ایک نئے مقام 'کنگز لے کنٹری مارکیٹ ہیمپشائر' (Kingsley Country Market, Hampshire) میں نہایت کامیابی کے ساتھ 28۔ 29 اور 30 ستمبر 2018ء کو منعقد ہوا۔ یہ مارکیٹ ''حدیقۃ المہدی'' سے محض چار کلومیٹر کے فاصلہ پر واقع ہے چنانچہ اس اجتماع میں شامل ہونے والوں کو یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ سیّدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماع کے تینوں ایّام کے دوران اپنی دیگر مصروفیات مختصر کر کے حدیقۃ المہدی میں قیام فرمایا اور اس دوران نہ صرف تمام نمازیں پڑھانے کیلئے حضور انور ازراہ شفقت مقامِ اجتماع میں رونق افروز ہوتے رہے بلکہ 30 ستمبر کو اجتماع کے اختتامی اجلاس میں رونق افروز ہوکر انصار کو نہایت قیمتی نصائح سے نوازا۔ حضور انور کا بلاشبہ یہ بہت بڑا احسان ہے کہ اپنی انتہائی مصروفیات کے باوجود اپنے غلاموں کے لئے اپنی شفقت کا انتہائی محبت سے اظہار فرمایا۔ جَزَاھُمُ اللّٰہ اَحْسَنَ الْجَزَاء۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حضور انور کی نصائح پر عمل کرنے اور حقیقی معنوں میں انصاراللہ بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خصوصی خطاب

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کے بعد سورۃ الذّاریات کی یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ۔

اور مَیں نے جن و انس کو پیدا نہیں کیا مگر اس غرض سے کہ وہ میری عبادت کریں۔

بعد ازاں حضور انور نے فرمایا کہ گزشتہ ہفتے خدام الاحمدیہ کا اجتماع تھا جس کا theme صلوٰۃ تھا۔ بلکہ سارا سال ہی انہوں نے اس بات کے حصول کو اپنا ٹارگٹ مقرر کیا تھا۔ لیکن مَیں نے (اُن کے اجتماع کی) اپنی اختتامی تقریر میں خدام کو توجہ دلائی تھی کہ یہ صرف ایک سال کا ٹارگٹ نہیں ہے بلکہ انسانی زندگی کا مقصدِ حیات ہی یہی ہے جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے مقرر کیا ہے۔ پس اس لحاظ سے میں آج انصاراللہ کو بھی اسی طرف توجہ دلانی چاہتا ہوں کہ یہ زندگی کا ایک ایسا مقصد ہے جسے حاصل کئے بغیر کوئی مسلمان ہونے کا حق ادا نہیں کرسکتا۔ لیکن بدقسمتی سے انصاراللہ کی عمر کے لوگوں میں سے بہت سے ایسے ہیں جو اس اہم فریضے اور مقصدِ حیات کی اہمیت کو نہیں سمجھتے اور جو توجہ ہونی چاہئے تھی وہ توجہ اُن میں نہیں ہے۔ انصاراللہ کی عمر میں آ کر تو خاص طور پر اس طرف توجہ ہونی چاہئے۔ جوانی میں اگر احساس نہ بھی پیدا ہو، گو کہ جوانی میں بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کا احساس ایک احمدی میں پیدا ہونا چاہئے اور مؤمن کی یہ شان ہے، اور اگر یہ احساس پیدا نہیں ہوتا تو مومن کی شان کے خلاف ہے اور اسے ایمان سے باہر نکالتا ہے۔ لیکن بڑی عمر میں چالیس سال کی عمر کے بعد تو یہ احساس بہت بڑھ جانا چاہئے کہ ہر آنے والا دن ہماری عمر میں اضافہ نہیں کررہا بلکہ ہماری عمر کو کم کررہا ہے۔ جو وقت اللہ تعالیٰ نے دیدیا ہے اسے اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے استعمال کریں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے صَرف کریں جو اللہ تعالیٰ نے ہماری زندگی کا مقصد بتایا ہے۔

گزشتہ اجتماع انصاراللہ، جس میں مَیں شامل ہوا تھا اُس، میں بھی مَیں نے انصاراللہ کو نمازوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اکثر خطبات میں بھی مَیں اس طرف توجہ دلاتا رہتا ہوں لیکن آپ لوگ چند دنوں میں ہی اس بات کو بھول جاتے ہیں اور وہ رونق مسجد کی نہیں رہتی جس کی ایک احمدی مسجد سے توقع کی جاتی ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیشمار جگہ نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے شروع میں ہی ہدایت پانے والے اور حقیقی مومنوں کے لئے یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ استعمال فرمائے یعنی نمازوں کو قائم کرنے والے۔ اگر ہم یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوۃَ کے الفاظ کی لغات کے لحاظ سے کچھ وضاحت کریں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ نماز کو باجماعت ادا کرنے والے۔ نماز کو اس کی شرائط کے مطابق اور وقت پر ادا کرنے والے۔ ایک دوسرے کو نماز کی تلقین کرنے والے تا کہ مسجدیں بارونق ہوں۔ نمازوں کی خواہش اور محبت دلوں میں پیدا کرنے والے۔ نمازوں کی ادائیگی میں باقاعدگی اور پابندی کرنے والے۔ نماز کی حفاظت کرنے والے۔ اپنی توجہ نماز کی طرف رکھنے والے۔ نماز پڑھتے ہوئے بعض دوسرے خیالات کی طرف توجہ ہوجاتی ہے تو انسان پھر اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتے ہوئے دعا کرتا ہے اور ان خیالات کو جھٹکتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوتا ہے تا کہ نماز کی حفاظت ہو۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے ہدایت پانے والے مومنوں کو نمازوں کے قیام کی ہدایت فرمائی تو قیامِ نماز کا مقصد یہ ہے کہ نہ صرف اپنی نمازوں

کی پابندی اور حفاظت کرنی ہے، خود مسجدوں کو آباد کرنا ہے بلکہ دوسرے لوگوں کو بھی مسجد میں لانے کی کوشش کرنی ہے اور آپس میں مل جل کر ایک دوسرے میں ایسی روح پھونکنی ہے جس سے نمازوں کی طرف توجہ بڑھے اور مؤمنوں کی وہ جماعت قائم ہو جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ مؤمن کی معراج نماز ہے۔ پس انصاراللہ کی یہ بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ اس بات کی اہمیت کو سمجھیں۔ اقامت الصلوٰۃ کا حق ادا کرنے والے بنیں۔ اپنے بچوں کو اپنے گھر والوں کو نمازوں کی طرف توجہ دلائیں۔ اگر انصاراللہ کی عمر کے لوگوں میں سے جو اپنی متعلقہ مجالس کے عہدیدار بھی ہیں اگر وہ خود اس طرف توجہ کریں کہ انہوں نے قیام نماز کا حق ادا کرنا ہے ہر سطح پر جو عہدیدار ہیں اور اپنے بچوں کو بھی اس کی تلقین کرتے ہوئے مسجدوں میں لانے کی کوشش کرنی ہے اور اپنے احمدی ہمسایوں کو بھی نماز میں آتے جاتے اس طرف توجہ دلاتے رہنا ہے تو ہم دیکھیں گے کہ ہماری مسجدیں حقیقت میں بارونق مسجدیں بن جائیں گی اور اگر تمام انصار اس کی طرف توجہ کریں تو ایک انقلاب پیدا ہو سکتا ہے۔ پس اس طرف توجہ کرنے کی بہت زیادہ ضرورت ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ یَعْبُدُوْنَ کا لفظ عبد سے نکلا ہے اور اس کا مطلب ہے کہ عبادت کا حق ادا کرنے والے اور کامل اطاعت کرنے والے۔ پس عبد ہونے کا حق ادا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی عبادت کا حق ادا کرنا ہے اور اس کے حکموں کی کامل اطاعت کرنا ضروری ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کی وضاحت فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عبودیت اور ربوبیت میں ایک گہرا تعلق رکھا ہے اور اس تعلق اور رشتہ کو قائم کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ نے نماز بنائی ہے۔ پس اس رشتہ کو قائم کرنے کی ضرورت ہے اس بات کو ہم میں سے ہر ایک کو سمجھنے کی ضرورت ہے اگر نماز کے حق ادا نہیں کر رہے تو عبد ہونے کا بھی حق ادا نہیں کر رہے۔ اگر نماز کے ادا کرنے کی، اس کی تمام لوازمات کے ساتھ، فکر نہیں ہے تو پھر اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے اللہ تعالیٰ کو ربّ کہنے کا دعویٰ بھی صرف منہ کی باتیں ہیں۔ پس ہمیں بہت فکر سے اپنی نمازوں کی فکر ہونی چاہئے تا کہ ہم عبد ہونے کا بھی حق ادا کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا بھی صحیح ادراک حاصل کرنے والے ہوں۔ اس کی وضاحت کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے جن اور انس کو اس لئے پیدا کیا ہے کہ وہ مجھے پہچانیں اور میری پرستش کریں۔ پس اس آیت کی رُو سے اصل مدّعا انسان کی زندگی کا خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا کے لئے ہو جانا ہے۔

فرماتے ہیں کہ یہ تو ظاہر ہے کہ انسان کو تو یہ مرتبہ حاصل نہیں ہے کہ اپنی زندگی کا مدّعا اپنے اختیار سے مقرر کرے کیونکہ انسان نہ اپنی مرضی سے آتا ہے اور نہ اپنی مرضی سے واپس جائے گا بلکہ وہ ایک مخلوق ہے۔ اور جس نے پیدا کیا اور تمام حیوانات کی نسبت عمدہ اور اعلیٰ قویٰ اس کو عنایت کئے اسی نے اس کی زندگی کا ایک مدّعا ٹھہرا رکھا ہے۔ انسان کو اشرف المخلوقات بنایا ہے تو ساتھ ہی ایک مقصد بھی بنایا ہے۔ یہ نہیں کہ باقی جانوروں کی طرح پھرتے رہو، کھاؤ پیو، سوؤ۔ اور قصہ ختم ہو گیا۔ فرماتے ہیں خواہ کوئی انسان اس مدّعا کو سمجھے یا نہ سمجھے مگر انسان کی پیدائش کا مدّعا بلاشبہ خدا کی پرستش اور خدا کی معرفت اور خدا میں فانی ہو جانا ہی ہے۔ خدا میں فانی انسان اسی وقت ہو سکے گا، خدا کی معرفت اسی وقت پیدا ہو گی جب ہر وقت اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کو سامنے رکھتے ہوئے اس کی عبادت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرنے والا ہو گا۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعض ارشادات پیش فرمائے جن میں سے ایک میں حضرت اقدسؑ فرماتے ہیں کہ اسلام قطعاً یہ نہیں کہتا کہ دنیا کو چھوڑ دو اور جنگلوں میں جا کر بیٹھ جاؤ نہیں۔ اسلام تو انسان کو چست ہوشیار اور مستعد بنانا چاہتا ہے۔ اس لئے مَیں تو کہتا ہوں کہ تم اپنے کاروبار کو جدوجہد سے کرو۔ جو جس کی دنیاوی ذمہ داریاں ہیں ان کے لئے پوری کوشش کرو اور اس کو بھی انتہا تک پہنچانے کی کوشش کرو۔ ان میں ترقی کرو یہ بھی تو مسیح موعود علیہ السلام کے ماننے والوں کی نشانی ہے کہ وہ دنیاوی معاملات میں بھی ترقی کریں گے۔ یہ نہیں کہ مانگنے والے ہاتھ ہی رہیں، کام کرنے کی طرف اور محنت کرنے کی طرف توجہ نہ ہو اور ہر وقت یہی ہو کہ ہماری مدد کی جائے۔ یہ نہیں۔ جو بھی کام ہے، ایک حقیقی مؤمن کو اپنے دنیاوی کاموں کے لئے بھی پوری کوشش کرنی چاہئے۔ فرماتے ہیں کہ حدیث میں آیا ہے کہ جن کے پاس زمین ہو اور وہ اس کا تردّد نہ کرے، اس میں محنت نہ کرے، اس کو صحیح طرح اس کو استعمال نہ کرے تو اس سے مؤاخذہ ہوگا۔ اس سے بھی جواب طلبی ہو گی کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں دنیاوی سامان دیئے تھے تا کہ اس سے تمہارے اندر بہتری پیدا ہو، تمہارے ہاں کشائش پیدا ہو، تم اپنے بیوی بچوں کے حق ادا کرنے والے بنو، تم جماعت کے حق ادا کرنے والے بنو۔ اگر تم نے اس جائیداد کا صحیح استعمال نہیں کیا، جو کاروبار تھے ان کو صحیح طرح نہیں چلایا، جس محنت کی توقع کی جاتی ہے وہ صحیح طرح نہیں کی تو تب بھی اللہ تعالیٰ پوچھے گا کہ تمہیں مَیں نے یہ سب کچھ دیا تھا دنیاوی ساز و سامان تم نے کیوں نہیں ان سے فائدہ اٹھایا؟ فرماتے ہیں پس اگر کوئی اس سے یہ مراد لے کہ دنیا کے کاروبار سے الگ ہو جاوے وہ غلطی کرتا ہے۔ نہیں، اصل بات یہ ہے کہ یہ سب کاروبار جو تم کرتے ہو اس میں دیکھ لو کہ خدا تعالیٰ کی رضا مقصود ہو اور اس کے ارادے سے باہر نکل کر اپنی اغراض و جذبات کو مقدم نہ کرو۔ ہاں دنیاوی کاروبار بھی کرنے ہیں، اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حق ادا کرنے کا جب وقت آتا ہے، اس کی عبادت کرنے کا جب وقت آتا ہے، نمازوں کے اوقات جب آتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی رضا اُس وقت یہ ہے کہ اس کی عبادت کرو۔ اور جب نمازیں وقت پر اور ان کا حق ادا کرتے ہوئے پڑھ لو تو پھر دنیاوی کاموں میں مصروف ہو جاؤ کیونکہ ان کا کرنا بھی اللہ تعالیٰ کا ہی حکم ہے۔ پس عبد بننے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی رضا مقصود ہو۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جو اس اصل غرض کو مدّنظر نہیں رکھتا اور رات دن دنیا کے حصول میں ڈوبا ہوا ہے کہ فلاں زمین خرید لوں، فلاں مکان بنا لوں، فلاں جائیداد پر قبضہ ہو جائے تو ایسے شخص سے سوائے اس کے کہ خدا تعالیٰ کچھ دن مہلت دے کر واپس بلا لے اور کیا سلوک کیا جاوے۔ جو نیکیاں کرنے کا اجر ہے، جو ثواب اللہ تعالیٰ کے ہاں جا کے ملنا ہے وہ تو پھر نہیں ملے گا۔ وہ تو دنیا میں ہی ڈوبا ہوا ہے۔ دنیا کماؤ، دنیا کے لئے کوشش کرو لیکن اس حد تک جس حد تک اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ فرماتے ہیں کہ انسان کے دل میں خدا کے قرب کے حصول کا ایک درد ہونا چاہئے جس کی وجہ سے اُس کے نزدیک وہ قابل قدر شئے ہو جائے گا۔ اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی قابل قدر ہو جائے گا اور دنیا میں بھی وہ قابل قدر ہو گا۔ اگر یہ درد اس کے دل میں نہیں ہے اور صرف دنیا اور اس کے مافیہا

کا ہی درد ہے تو آخر تھوڑی سی مہلت پا کر وہ ہلاک ہو جائے گا۔

پس اس مقصد کو حاصل کرنے کی کوشش ہمیں کرنی چاہئے نہ کہ دنیاداروں کی طرح زندگی گزاری جو خدا تعالیٰ کو بھول جاتے ہیں۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو عبادت کا طریق سکھایا ہے وہ کیا ہے! حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد پیش کرتا ہوں جس سے یہ پتا چلتا ہے کہ صحیح عبد بننے کا طریق کیا ہے اور عبد بننے کے لئے کیا چیز ضروری ہے۔ دراصل نماز ہی صحیح عبد بننے کی طرف میں لے جاتی ہے۔ اور ایسی نمازوں کی حضرت مسیح موعودؑ ہم سے توقع رکھتے ہیں جن میں گدازش ہو اور وہ پُرسوز نمازیں ہوں۔ پھر یہ شکوہ نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ ہماری سنتا نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت میں بہت سے ایسے ہیں جن کی نمازوں میں گدازش ہے ان کی نمازوں سے ان میں سوزش پیدا ہوتی ہے ان کو نمازوں میں سرور اور مزہ آتا ہے اور انہیں کوئی شکوہ نہیں ہوتا کہ اللہ تعالیٰ سنتا نہیں ہماری وہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی ہوتے ہیں۔ کبھی ان کا سرور کم نہیں ہوتا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ عبادتوں میں سرور آنے اور مزہ آنے کا ذکر تو بہت سے نئے احمدی بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ بینن کے ایک نومبایع ادریس صاحب کہتے ہیں کہ احمدیت قبول کرنے سے پہلے بھی مَیں مسلمان تھا نمازیں بھی پڑھتا تھا بلکہ تہجد بھی پڑھا کرتا تھا لیکن نمازوں میں مجھے سرور اور لذّت نہیں ملتی تھی لیکن جب سے میں احمدی ہوا ہوں بالکل کایا پلٹ گئی ہے نمازوں میں سرور اور لذت پاتا ہوں اب مزہ ہی اور ہو گیا ہے۔ پس جب اللہ تعالیٰ کی معرفت انسان کو ملتی ہے اور دعاؤں میں درد پیدا ہوتا ہے تو پھر سرور بھی آتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس طرح بہت دھوپ کے ساتھ آسمان پر بادل جمع ہو جاتے ہیں اور بارش کا وقت آ جاتا ہے ایسا ہی انسان کی دعائیں ایک حرارت ایمانی پیدا کرتی ہیں اور پھر کام بن جاتا ہے۔ فرمایا نماز وہ ہے جس میں سوزش اور گدازش کے ساتھ اور آداب کے ساتھ انسان خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوتا ہے۔ عاجزی ہوتی ہے تو ایک حرارت پیدا ہوتی ہے، ایک درد پیدا ہوتا ہے۔ اور پھر جو نماز کے آداب ہیں یا عاجزی کی انتہا یہی ہے کہ جب خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہوتا ہے تو پھر ایک حقیقی حالت نماز کی پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ جب انسان بندہ ہو کر لاپرواہی کرتا ہے تو خدا کی ذات بھی غنی ہے۔ ہر ایک امّت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔ ایمان کی جڑ بھی نماز ہے۔ بعض بیوقوف کہتے ہیں کہ خدا کو ہماری نمازوں کی کیا حاجت ہے؟ فرمایا کہ اے نادانو! خدا کو حاجت نہیں ہے مگر تم کو حاجت ہے کہ خدا تعالیٰ تمہاری طرف توجہ کرے۔ خدا کی توجہ سے بگڑے ہوئے کام درست ہو جاتے ہیں۔ نماز ہزاروں خطاؤں کو دُور کر دیتی ہے اور ذریعہ حصولِ قربِ الٰہی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کو ہماری ضرورت نہیں۔ عبادت کا کہہ کر ہم پر اُس نے احسان کیا ہے کہ ہم اُس کے قریب ہوں گے تو دین بھی پائیں گے اور دنیا بھی پائیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ پانچ وقت اپنی نمازوں میں دعا کرو۔ اپنی زبان میں بھی دعا کرنی منع نہیں ہے۔ نماز کا مزہ نہیں آتا جب تک حضور نہ ہو، جب تک کہ پوری طرح توجہ نہ ہو۔ اور حضور قلب نہیں ہوتا جب تک عاجزی نہ ہو۔ اپنے اندر عاجزی پیدا کرو تبھی دل کی پوری توجہ بھی پیدا ہوگی۔ عاجزی تب پیدا ہوتی ہے جو یہ سمجھ آ جائے کہ کیا پڑھتا ہے۔ اس لئے اپنی زبان میں اپنے مطالب پیش کرنے سے جوش اور اضطراب پیدا ہو سکتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ ہمیں اس زمانے میں دینی مجالس منعقد کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے جلسوں اور اجتماعوں کے انعقاد کے بھی انتظام فرما دیئے ہوئے ہیں۔ یہاں ہم اکٹھے ہوتے ہیں تاکہ دینی باتیں بھی سنیں، نمازیں بھی پڑھیں۔ محبت اور انس پیدا ہو تو یہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ نے ایک زائد چیز ہم میں پیدا فرما دی ہے جس کے لئے اللہ تعالیٰ کا ہمیں شکرگزار ہونا چاہئے اور اس شکرگزاری کرنے کا حق یہی ہے کہ اپنے دلوں میں ایسی محبت پیدا کریں اور یہ عہد کریں کہ ہم اللہ تعالیٰ کا صحیح عبد بننے کی کوشش کریں گے، اللہ تعالیٰ کا بھی حق ادا کریں گے اور بندوں کے بھی حق ادا کریں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام یہ بھی فرماتے ہیں کہ: نماز خدا کا حق ہے اسے خوب ادا کرو۔ وفا اور صدق کا خیال رکھو اگر سارا گھر غارت ہوتا ہے تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو۔

پھر آپؑ نماز کے بارہ میں فرماتے ہیں کہ یہ دین کو درست کرتی ہے، اخلاق کو درست کرتی ہے، دنیا کو درست کرتی ہے۔ نماز کا مزہ دنیا کے ہر مزے پر غالب ہے۔ تم لوگ لذّاتِ جسمانی کے لئے ہزاروں روپیہ خرچ کرتے ہو پھر ان کا نتیجہ بیماریاں ہوتی ہیں۔ اَور اگر نمازیں پڑھنے والا ہو تو یہ مفت کا بہشت ہے جو انسان کو ملتا ہے۔ قرآن شریف میں دو جنتوں کا ذکر ہے۔ ایک ان میں سے دنیا کی جنت ہے اور وہ نماز کی لذّت ہے۔ کس طرح نمازیں پڑھنے والوں میں یہ انقلاب پیدا ہوتا ہے، کس طرح ان کو یہ سرور حاصل ہوا اور دنیا کی جنت حاصل کرنے والے بنتے ہیں، ایسے لوگ جماعت میں بہت سارے ہیں بلکہ اُن کو دیکھ کر اُن کے بچوں کی بھی حالت بدل گئی ہے وہ بھی اس دنیاوی جنت کو حاصل کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

چنانچہ بینن کے ایک دوست عبدالمؤمن صاحب لافیا نے بتایا کہ میں ایک پیدائشی مسلمان ہوں لیکن نماز وغیرہ کی طرف توجہ نہیں تھی اور اسی وجہ سے میرے بچے بھی، خصوصاً میری چھوٹی بیٹی تو بالکل اسلام سے دُور تھی۔ میرا اپنا ہی نمونہ ٹھیک نہیں تھا اس لئے میں جو بھی نصیحت کرتا وہ اثر نہیں کرتی تھی۔ لیکن جب میں نے احمدیت قبول کی تو میرے اندر بھی تبدیلی آئی اور اب خدا کا شکر ہے کہ میری بیٹی نہ صرف اسلام سے محبت رکھتی ہے بلکہ باقاعدہ جماعتی پروگراموں میں شمولیت کرتی ہے اور ہم سب کی نمازوں کی طرف بھی پہلے سے بڑھ کر بلکہ حقیقی توجہ پیدا ہوگئی ہے۔ پس ہم میں سے ہر ایک کا نمونہ اپنے گھر والوں کی اصلاح کے لئے ضروری ہے اور یہ نمونہ دکھانا انصاراللہ کا کام ہے اور یہی حقیقی انصاراللہ ہونے کا مقصد بھی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ دعاؤں اور عبادتوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے ایک موقع پر حضرت مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ انسانوں میں سے بھی جو سب سے زیادہ قابل قدر ہے اسے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھتا ہے اور یہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ اپنا سچا تعلق رکھتے اور اپنے اندرونے کو صاف رکھتے ہیں۔ اندر باہر ایک ہیں۔ خدا تعالیٰ سے ایک حقیقی تعلق ہے۔ صرف منہ سے نہیں کہتے کہ ہمیں اللہ تعالیٰ سے پیار اور محبت ہے اور ہم اللہ تعالیٰ کے عبد ہیں بلکہ دل بھی ان کی اس بات کی گواہی دے رہے ہوتے ہیں اور اُن کا ہر عمل اس بات کی گواہی دے رہا ہوتا ہے کیونکہ نوع انسان کے ساتھ خیر اور ہمدردی سے پیش آتے ہیں۔

قرآن شریف فرماتا ہے کہ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّيْ لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ۔ یعنی تُو

کہہ دے کہ اگر تمہاری دعا نہ ہوتی تو میرا ربّ تمہاری کوئی پرواہ نہ کرتا۔ اس سے صاف پتا لگتا ہے کہ وہ اُن کی پرواہ کرتا ہے جو سعادت مند ہوتے ہیں یعنی دعا کرتے ہیں۔ اس کا مطلب یہی ہے کہ جب تم دعا کرو گے تو میں تمہاری پرواہ کروں گا اور جب اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے تو ان کو ایک خاص مقام مل جاتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ جب انسان اپنی اصلاح کر لیتا ہے اور خدا سے صلح کر لیتا ہے تو خدا اس کے عذاب کو بھی ٹال دیتا ہے۔ خدا کو کوئی ضد تو نہیں۔ چنانچہ صاف طور پر فرمایا ہے: مَایَفْعَلُ اللّٰہِ بِعَذَابِکُمْ اِنْ شَکَرْتُمْ۔ یعنی خدا نے تم کو عذاب دے کر کیا کرنا ہے اگر تم دیندار ہو جاؤ۔

چنانچہ تنزانیہ کے ایک گاؤں اگمبیا میں اکثریت لامذہب کی تھی۔ اکثر لوگوں کا مشغلہ شراب نوشی کرنا، جؤا کھیلنا تھا اور دوسری برائیاں بھی عام تھیں۔ کوئی برائی نہیں جو اُن میں نہ ہو۔ جب معلّم صاحب وہاں تبلیغ کے لئے گئے اور گاؤں کی حالت کا اندازہ لگایا تو اُن کا خیال تھا کہ شاید کوئی خاطر خواہ کامیابی نہیں ہوگی۔ سب برائیوں میں ملوث ہیں، انہوں نے ہماری بات کیا سننی ہے دین کی اور مذہب کی اور خدا کی۔ کہتے ہیں بہرحال جب ہم نے تبلیغ کی تو انہی لوگوں نے نہ صرف اسلام احمدیت کا پیغام سنا بلکہ کافی لوگوں نے اسی وقت بیعت کر کے اسلام احمدیت کو قبول کر لیا۔ پھر بیعت کرنے والوں میں ایسی تبدیلی رونما ہوئی کہ ان میں سے بعض نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے چار کلومیٹر دُور ایک قریبی جماعت کی مسجد میں پہنچتے۔ پھر وہاں بھی ایک عارضی مسجد بنائی گئی اور باقاعدہ نماز باجماعت کا آغاز ہوگیا۔ تو وہی لوگ جو نشوں میں ڈوبے ہوئے تھے، جو شرابی تھے، جؤا کھیلنے میں ہر وقت مصروف رہتے تھے وہی لوگ جو دوسری برائیوں میں ملوث تھے اب وہ پانچ وقت مسجد میں نمازیں پڑھ رہے ہیں۔ تو یہ انقلاب ہے جو بیعت کرنے کے بعد ان لوگوں میں پیدا ہوا۔

حضور انور ایدہ اللہ نے نہایت درد سے فرمایا کہ ہمارے لئے ایک بڑا سوچنے کا مقام ہے۔ آپ کی اکثریت یہاں جو بیٹھی ہے میرے سامنے اس میں اکثر جو ہیں وہ اس وجہ سے یہاں آئے ہیں ان مغربی ممالک میں کہ ہماری عبادتوں پر پابندی تھی ہمیں کھل کر عبادت کرنے کی اجازت نہیں تھی ہمیں کھل کر اپنے آپ کو مسلمان کہنے کی اجازت نہیں تھی ہمیں اسلامی احکامات پر عمل کرنے کی اجازت نہیں ہے ہمیں کھل کر اللہ تعالیٰ کا نام لینے کی اجازت نہیں ہے اور ان تنگیوں کی وجہ سے ہم یہاں آئے ہیں تو اس کے بعد تو کس قدر یہ حق بنتا ہے بلکہ فرض بنتا ہے ہمارا کہ ہم اللہ تعالیٰ کا حق ادا کرنے والے ہوں اور اس کے حکموں کے مطابق چلنے والے ہوں اپنی مسجدوں کو آباد کرنے والے ہوں۔ اگر ہم نہیں یہ کریں گے عبادت کا حق ادا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر نہیں چلیں گے اس کا صحیح عبد نہیں بنیں گے تو اللہ تعالیٰ بھی بے نیاز ہے پھر۔ یہ بات بھی ہمیں ہمیشہ یاد رکھنی چاہئے اللہ تعالیٰ کی کوئی کسی سے رشتہ داری نہیں ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ان کو کہہ دے کہ اگر تم نیک چلن انسان نہ بن جاؤ اور اس کی یاد میں مشغول نہ رہو تو میرا خدا تمہاری زندگی کی پرواہ کیا رکھتا ہے اور سچ ہے کہ جب انسان غافلانہ زندگی بسر کرے اور اس کے دل پر خدا کی عظمت کا کوئی رعب نہ ہو اور بے قیدی اور دلیری کے ساتھ اس کے تمام اعمال ہوں تو ایسے انسان سے ایک بکری بہتر ہے جس کا دودھ پیا جاتا ہے اور گوشت کھایا جاتا ہے اور کھال بھی بہت سے کاموں میں آجاتی ہے۔ پھر وہ جانور انسانوں سے زیادہ بہتر بن جاتا ہے جو حلال جانور ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پس بہت غور اور فکر کا مقام ہے۔ ہمیں ہر وقت اس بارہ میں سوچنا چاہئے۔ صرف نعرے لگانے سے اسلام فتح نہیں ہوگا۔ صرف نعرے لگانے سے ہماری اصلاح نہیں ہوگی۔ صرف نعرے لگانے سے ہماری اگلی نسلوں میں احمدیت اور اسلام کا حقیقی پیغام جاری نہیں رہے گا۔ بلکہ اس کے لئے کوشش کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے کے لئے ہمیں محنت کرنی پڑے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں عبادتوں کا صحیح حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اس کی معرفت ہم میں پیدا ہو، نہ صرف اپنی اصلاح کرنے والے ہوں بلکہ اپنے بچوں کے لئے بھی نمونہ بن جائیں۔

آجکل دنیا جس تیزی سے خدا تعالیٰ کو بھلا رہی ہے اس کی اصلاح صرف اور صرف حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت ہی کر سکتی ہے جن کو اس کام کے لئے اللہ تعالیٰ نے اس زمانے میں بھیجا ہے۔ اگر پرانے احمدی اس اہمیت کو نہیں سمجھیں گے اور یہاں آ کر شکرگزاری کے بجائے دنیا میں ڈوب جائیں گے، اپنے بچوں کے لئے مثالیں قائم نہیں کریں گے تو اللہ تعالیٰ اور مخلصین حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عطا فرما دے گا اور دنیا میں ہر جگہ عطا فرما رہا ہے۔ وہی لوگ پھر دنیا کا علم اور جھنڈا اٹھانے والے ہوں گے، حقیقی انصار اللہ ہوں گے۔ پس اس بات کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے کہ اگر ان لوگوں میں شامل ہونا ہے اور اپنی نسلوں کو ان لوگوں میں شامل کرنا ہے جن کی اللہ تعالیٰ پرواہ کرتا ہے تو پھر اپنی نمازوں کی اور اپنی عبادتوں کی حفاظت کرنی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

سالانہ اجتماع کے مختصر کوائف اور حاضری

جلسہ سالانہ برطانیہ کے ایّام میں ہمپشائر کاؤنٹی میں واقع کنگزلے کنٹری مارکیٹ (Kingsley Country Market, Hampshire) کئی سال سے اضافی پارکنگ کرنے کے لئے کرایہ پر حاصل کی جا رہی ہے۔ گزشتہ سال پہلی بار مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ نے اپنا سالانہ اجتماع یہاں منعقد کیا تھا۔ امسال بھی خدام کا اجتماع اسی مقام پر منعقد ہوا تھا اور ایک ہفتہ بعد مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ کے سالانہ اجتماعات بھی (پردہ کی رعایت کے ساتھ) یہاں منعقد ہوئے۔ مقام اجتماع کا ایک بڑا حصہ پارکنگ کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ اگرچہ امسال ایک نئی جگہ، موسم سرما کے آغاز اور گرم پانی کی عدم دستیابی کی وجہ سے شاملین اجتماع کو کچھ تکلیف بھی اٹھانی پڑی تاہم اجتماع کے تیسرے روز بھرپور حاضری ریکارڈ کی گئی۔

کار پارکنگ کے لئے مقام اجتماع کے بالکل سامنے وسیع میدان مختص تھا۔ ذاتی کاروں کے علاوہ مختلف مقامات سے 17 کوچز میں انصار مقام اجتماع تک پہنچے تھے۔ مقام اجتماع میں بیرونی راستہ سے داخلہ کے وقت رجسٹریشن اور سیکیورٹی کا نظام ہم آہنگ ہو کر مصروف عمل تھا۔ رجسٹریشن کے عمل سے گزرنے والوں کے لئے رضاکاروں کی ایک ٹیم خوش آمدید کہنے اور مزید رہنمائی کرنے کے لئے تیار تھی۔ رجسٹریشن کے وسیع خیمہ سے متّصل اجتماع کی انتظامیہ کے دفاتر کے علاوہ نیشنل شعبہ وصیت، ہیومینٹی فرسٹ، ریڈیو Voice of Islam اور مجلس

انصاراللہ برطانیہ کے شعبہ مال وغیرہ نے سٹالز لگائے ہوئے تھے۔حسب سابق اجتماع کی رجسٹریشن کروانے کے لئے قبل از وقت online سہولت مہیا تھی اور ویب سائٹ پر مکمل معلومات مسلسل update کی جارہی تھیں۔رجسٹریشن کے مراحل طے کرنے کے بعد مقامِ اجتماع میں داخل ہونے کے بعد سامنے ہی لوائے انصاراللہ اور برطانیہ کا قومی پرچم لہراتے ہوئے نظر آتے تھے۔نیز ایک خوبصورت نقشہ بھی آویزاں تھا جس میں تمام ضروری مقامات کی نشاندہی کی گئی تھی۔

امسال مرکزی مارکی (Main Marquee) میں فرشی نشست پر چار ہزار افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی جبکہ 1200 کرسیاں بھی لگائی گئی تھیں۔مارکی کے سٹیج پر پچاس سے زائد افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔سٹیج کے بائیں جانب ایک بہت بڑی ٹی وی سکرین (TV screen) نصب کی گئی تھی جو نہ صرف مارکی کے پچھلے حصہ میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو اجتماع کی کارروائی سے باخبر رکھتی تھی بلکہ بہت سی Presentations کے وقت مختلف گرافس اور تصاویر پیش کرنے کے لئے اس سکرین سے بھرپور استفادہ کیا جارہا تھا۔مارکی کی دیواروں پر مختلف بینرز آویزاں تھے جن پر خصوصیت سے مجلس انصاراللہ کے قیام کے مقاصد اور انصار کے لئے خلفائے سلسلہ کی ہدایات رقم تھیں۔سرد موسم کی وجہ سے اجتماع گاہ میں ہیٹنگ کا اہتمام بھی کیا گیا تھا۔امسال سٹیج کی بیک گراؤنڈ سادہ مگر دیدہ زیب تھی۔سبز رنگ کے کینوس پر سورۃ الرعد کی آیت 29 ”اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوْبُھُمْ بِذِکْرِ اللّٰہِ اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ“ تحریر تھی جس کے ساتھ اس کا انگریزی ترجمہ بھی دیا گیا تھا۔اس آیت کا اردو ترجمہ یوں ہے:”وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوجاتے ہیں۔سنو! اللہ ہی کے ذکر سے دل اطمینان پکڑتے ہیں۔“

مارکی کے پچھلے حصہ میں ایک معلوماتی نمائش کا اہتمام کیا گیا تھا۔اس خوبصورت نمائش کے ایک حصہ میں مختلف موضوعات پر آیاتِ قرآنی اور اُن کا ترجمہ آویزاں تھا نیز مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم بھی میز پر ترتیب سے رکھے گئے تھے۔نمائش کے ایک حصہ میں ایک تبلیغی سٹال کا نقشہ پیش کیا گیا تھا۔جبکہ نمائش میں مجلس انصاراللہ یوکے کی نیشنل اور ریجنل سطح پر ہونے والی چند اہم تقاریب کی تصاویر اور معلومات پر مبنی پوسٹرز بھی نمائش کیلئے پیش کئے گئے تھے۔

جماعت احمدیہ برطانیہ کے شعبہ تبلیغ کے تحت ایک خوبصورت معلوماتی تبلیغی نمائش کا اہتمام علیحدہ مارکی میں بھی کیا گیا تھا جسے بڑی تعداد میں زائرین نے ملاحظہ کیا۔ایلوپیتھی اور ہومیوپیتھی کے علیحدہ علیحدہ کیمپ قائم تھے۔ایک بڑی مارکی انصار کی رہائش کیلئے مختص تھی جس میں ساڑھے تین سو بستر لگائے گئے تھے۔جبکہ ایک بڑی مارکی میں طعام کا انتظام کیا گیا تھا جس میں اڑھائی صد میزیں اور ڈیڑھ ہزار کرسیاں لگائی گئی تھیں۔مختلف اوقات میں گرم چائے اور بعض اوقات پھل بھی شرکائے اجتماع کو پیش کیا گیا۔ماحول کی صفائی کا خاص طور پر اہتمام کیا گیا تھا۔

اجتماع کے تینوں دن نمازِ تہجد باجماعت ادا کی گئی اور نماز فجر ادا کرنے کے بعد قرآن کریم اور حدیث مبارکہ کا درس دیا گیا۔

الحمدللہ کہ امسال بھی اردو زبان میں کی جانے والی تمام تقاریر کے Live (براہ راست) انگریزی زبان میں ترجمہ کا انتظام مہیا تھا۔

امسال خدا تعالیٰ کے فضل سے سالانہ اجتماع میں شامل ہونے والے افراد کی کُل تعداد 3913 تھی جن میں 2519 انصار اور 1394 دیگر زائرین تھے۔ جبکہ گزشتہ سال اجتماع میں شامل ہونے والے 2685 افراد میں 2334 انصار اور 351 دیگر مہمان شامل تھے۔

سالانہ اجتماع کا پہلا روز

28 ستمبر 2018ء کی صبح ناشتہ کے بعد 11 بجے سے رجسٹریشن جاری تھی۔ دوپہر ایک بجے مقامِ اجتماع میں موجود احباب جماعت نے ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے ذریعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ براہ راست سنا اور بعدازاں مقامی طور پر نماز جمعہ اور عصر باجماعت ادا کی گئیں۔

شام قریباً پونے پانچ بجے لوائے انصاراللہ لہرانے کی تقریب منعقد ہوئی۔ مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر یوکے نے لوائے انصاراللہ جبکہ مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ یوکے نے برطانیہ کا قومی پرچم لہرایا۔مکرم امیر صاحب نے دعا کروائی۔بعدازاں افتتاحی اجلاس کی صدارت مکرم امیر صاحب نے کی۔تلاوت قرآن کریم کی سعادت مکرم ظفراللہ احمدی صاحب کو حاصل ہوئی۔آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم نثار آرچرڈ صاحب نے پڑھا۔مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی اقتداء میں انصار نے کھڑے ہوکر انصاراللہ کا عہد دہرایا۔جس کے بعد مکرم آصف چغتائی صاحب نے نظم پڑھی۔اس کے بعد مکرم امیر صاحب نے افتتاحی تقریر میں انصار کو بعض تربیتی امور سے متعلق توجہ دلائی۔مکرم امیر صاحب نے بتایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی لندن ہجرت سے قبل برطانیہ کی جماعت اپنے حجم میں بہت مختصر تھی۔1984ء کا جلسہ سالانہ محمود ہال (مسجد فضل لندن) میں منعقد ہوا تھا جس میں تین چار سو افراد شامل ہوئے تھے۔1985ء میں ایک کرایہ کے ہال میں جلسہ منعقد ہوا جس میں قریباً ڈیڑھ ہزار افراد شامل ہوئے تھے جبکہ 1986ء سے یہ جلسہ سالانہ اسلام آباد میں منعقد ہونا شروع ہوا۔

مکرم امیر صاحب نے خلافت کی برکات کے ضمن میں ظاہری ترقیات کے علاوہ فوری راہنمائی میسر ہونے کی برکت بھی بیان کی۔آپ نے قرآن کریم میں بیان فرمودہ حضرت لقمان کی اپنے بیٹے کو نصائح بیان کر کے حاضرین کو اپنی نئی نسلوں کی تربیت کرنے کی طرف توجہ دلائی۔آپ نے موجودہ دَور میں خصوصاً مغرب میں بچوں کی تربیت کے حوالہ سے ذاتی مثالیں بیان کرتے ہوئے بتایا کہ آجکل دہریت کا بھی زور بہت بڑھ گیا ہے۔ایسے میں پاکیزگی اور ایمانداری سے بھرپور زندگی گزارنے کے لئے جدوجہد کرنے کی ضرورت ہے۔

اس سیشن کا اختتام دعا کے ساتھ ہوا جو مکرم امیر صاحب نے کروائی۔

ذکر حبیب علیہ السلام

اجتماع کا پہلا باقاعدہ اجلاس مکرم امیر صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم رانا مشہود احمد صاحب جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ برطانیہ کی تھی جس کا عنوان تھا:”ذکر حبیبؑ“۔یہ تقریر اردو زبان میں تھی۔

مقرر نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پاکیزہ حیات مبارکہ سے متعدد منتخب واقعات پیش کرتے ہوئے حاضرین کو بتایا کہ حضور علیہ السلام کے عظیم الشان کردار کے روشن پہلو آج بھی ہمارے لئے نمونہ ہیں۔

فلاحی ادارے 'ہیومینٹی فرسٹ' کے منصوبوں کی کامیابی کے لئے مجلس انصاراللہ برطانیہ کا غیر معمولی کردار

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر عزیز احمد حفیظ صاحب نے انگریزی زبان میں کی۔ یہ تقریر دراصل خیراتی ادارے ہیومینٹی فرسٹ اور اس کی امدادی سرگرمیوں کا تعارف تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے مختلف خطبات اور خطابات کے مختصر حصّے پیش کرتے ہوئے انہوں نے بتایا کہ اب تک 4.2 ملین پاؤنڈز کی خطیر رقم مجلس انصاراللہ نے ہیومینٹی فرسٹ میں پیش کی ہے۔ دنیا بھر میں قدرتی آفات کی آمد پر ادارے کی طرف سے جس طرح امدادی سرگرمیاں پیش کی جاتی ہیں اس کی متعدد ویڈیوز بھی چلائی گئیں جن میں رضا کاروں کو آفت زدہ علاقوں میں خدمت کرتے ہوئے دکھایا گیا تھا۔ دیگر مقامات سے آفت زدہ علاقوں میں جانے والے بعض رضا کاروں کے تجربات کی گفتگو سنائی گئی۔ اسی طرح مقامی رضا کاروں نے بھی اپنے خیالات کا اظہار کیا کہ ہیومینٹی فرسٹ کے ادارہ کے توسّط سے خدمت خلق کرنے کے نتیجہ میں انہیں کیسا محسوس ہوا۔

دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ بعدازاں سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں اور پہلے دن کا پروگرام اختتام کو پہنچا۔

سالانہ اجتماع کا دوسرا روز

اجتماع کا دوسرا اجلاس مکرم منور احمد مغل صاحب ناظم اعلیٰ ساؤتھ ویسٹ کی صدارت میں صبح قریباً دس بجے منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ایوب ندیم صاحب نے کی اور آیاتِ کریمہ کا ترجمہ پیش کیا۔ بعدازاں مارکی میں چند علمی مقابلہ جات کا انعقاد ہوا جبکہ اُسی وقت میدانِ عمل میں چند ورزشی مقابلہ جات بھی منعقد ہوئے۔ طعام کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز ظہر وعصر کی باجماعت ادائیگی سوا دو بجے ہوئی۔ نمازوں کے بعد قریباً اڑھائی بجے حضور انور ایدہ اللہ کے اپنی رہائشگاہ واقع حدیقۃ المہدی کے لئے روانہ ہونے سے قبل مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ برطانیہ کی خصوصی درخواست پر ازراہ شفقت اپنے دست مبارک سے ''لوائے انصاراللہ'' لہرایا اور دعا کروائی۔

نمازوں کی ادائیگی کے بعد سالانہ اجتماع انصاراللہ برطانیہ 2018ء کا تیسرا سیشن مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم معید حامد صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا ترجمہ مکرم احمد Owusu Konadu صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ مکرم چودھری منصور احمد صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پاکیزہ کلام سے چند اشعار ترنّم سے پڑھ کر سنائے۔

صفِ دوم کے انصار کے لئے وقت اور دولت کی قربانی کی اہمیت

اس سیشن میں پہلی تقریر مکرم فہیم احمد انور صاحب نائب صدر (صف دوم) مجلس انصاراللہ برطانیہ کی تھی۔ انگریزی زبان میں کی جانے والی اس تقریر کا موضوع تھا کہ صف دوم کے انصار کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں وقت اور دولت کی قربانی کس قدر اہم ہے۔ آپ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ارشادات سے اپنے موضوع کی وضاحت کی اور حضورؓ کی کتاب ''نظامِ نو'' نیز حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے متفرق ارشادات کو بیان کرتے ہوئے نظام وصیت کی اہمیت اور برکات پر روشنی ڈالی اور احباب کو اس بابرکت نظام میں شمولیت کی تحریک کی۔

اس تقریر کے حوالہ سے مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر اجلاس نے بیان کیا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسلسل دو سال، انصاراللہ کے اجتماعات میں اپنی تقاریر میں، اس حوالہ سے انصار صف دوم کو خاص طور پر تحریک فرمائی تھی اور بعدازاں مجلس کی طرف سے پیش کی جانے والی کئی رپورٹس پر اس بارہ میں ہدایات سے نوازا تھا کہ صف دوم کے انصار کو خصوصیت سے نظامِ وصیت میں شامل ہونے کی تحریک کی جائے۔

آنحضرت ﷺ کی تبلیغی حکمتِ عملی اور عصرِ حاضر کے تقاضے

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب چیئرمین انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی نے اردو زبان میں کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا: ''آنحضرت ﷺ کی تبلیغی حکمتِ عملی اور عصرِ حاضر کے تقاضے''۔ اپنی تقریر میں مقرر موصوف نے آنحضرت ﷺ کی مقدّس حیات کے مختلف ادوار پر تفصیل سے روشنی ڈالتے ہوئے آنحضور ﷺ کی اُس بے مثال حکمت عملی کو بیان کیا جو خدا تعالیٰ کی خاص راہنمائی میں ہمہ وقت جاری تھی اور جس کے نتیجے میں نہایت مختصر عرصے میں خدا تعالیٰ نے اسلام کی شاخیں دُور دراز علاقوں تک پھیلا دیں۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشادات کے حوالہ سے اپنے مضمون کی نہایت عمدگی سے وضاحت کی۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کی دعوت الی اللہ کی ایک جھلک

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَّبِّکَ۔ پہنچا دے جو تیرے ربّ کی طرف سے اتارا گیا ہے۔ چنانچہ تبلیغ ایک اہم فریضہ ہے، جو ہر ایک احمدی پر فرض ہے۔ جس کو ادا کرنے کے لئے مجلس انصاراللہ یوکے، کے تحت خلیفۂ وقت کے ارشادات کی روشنی میں تبلیغی لائحہ عمل بنایا جاتا ہے، اور اس پر نیشنل، ریجنل اور لوکل سطح پر، ایک پروگرام کے تحت کام کیا جاتا ہے۔ اجلاس کے اختتام سے قبل ایک Presentation مکرم شکیل احمد بٹ صاحب قائد تبلیغ مجلس انصاراللہ یوکے نے پیش کی۔ آپ نے نہایت اختصار کے ساتھ مجلس انصاراللہ برطانیہ کے زیر اہتمام چلنے والے دعوت الی اللہ کے منصوبوں پر روشنی ڈالی۔ مختلف گرافس اور چارٹس کے ذریعہ سے گزشتہ چند سالوں کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا اور آئندہ کے لائحہ عمل پر روشنی ڈالی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی ہدایات کی روشنی میں مجلس انصاراللہ یوکے سارے ملک میں مسلسل ایسے پروگراموں کا انعقاد کرتی رہتی ہے جس کے نتیجے میں اس بات کو یقینی بنایا جائے کہ ملک کی زیادہ سے زیادہ آبادی تک اسلام احمدیت کا پیغام پہنچ جائے۔ حضور انور نے ایک بار یہ ہدایت بھی فرمائی تھی کہ جس طرح حج اور دیگر میلوں کے مواقع پر آنحضور ﷺ تبلیغ کیا کرتے تھے اسی طرح انصار بھی مقامی طور

پر ہونے والے میلوں میں سٹال لگائیں اور اسلام کے بارہ میں غلط فہمیوں کا ازالہ کریں۔ نیز دیہات میں چونکہ شرفاء کی تعداد زیادہ ہوتی ہے اس لئے وہاں کے باسیوں میں انفرادی تبلیغ پر خصوصی توجہ دی جائے۔ چنانچہ مجلس انصاراللہ نے مختلف تبلیغ پروجیکٹس پر کام شروع کیا ہوا ہے۔جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

دیہاتی علاقوں میں تبلیغی دورہ جات۔تبلیغ اسٹالز۔تبلیغی پمفلٹ کی تقسیم۔ون ٹو ون یعنی انفرادی تبلیغ۔قرآن کریم کا تحفہ پیش کرنے کا منصوبہ۔ بین المذاہب امن کانفرنس۔ مجالس سوال و جواب اور قرآن کریم کی نمائشیں۔ جلسہ ہائے سیرۃ النبی ﷺ۔نیشنل تبلیغ سیمینار۔مقامی وعلاقائی تبلیغی فورمز۔عشرہ ہائے تبلیغ اور علاقائی یوم تبلیغ وغیرہ۔

قائد صاحب تبلیغ نے اعداد وشمار پیش کرتے ہوئے گزشتہ پانچ سال میں مجلس انصاراللہ برطانیہ کی تبلیغی کاوشوں پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ 'یوم تبلیغ' اور 'عشرہ تبلیغ' مناتے ہوئے گزشتہ 5 سال میں برطانیہ کے 5657 دیہات وزٹ کئے گئے اور واقعتہً گھر بہ گھر پہنچ کر نیز نمائشوں اور تبلیغی سٹالز کے ذریعہ زیادہ سے زیادہ افراد کو اسلام احمدیت کی تعلیمات سے آگاہ کیا گیا۔ سال کے شروع میں منتظمین تبلیغ کے ساتھ ریفریشر کورسز کے بعد نیشنل تبلیغ سیمینارز منعقد کئے گئے جن میں 370 انصار نے شرکت کی۔ ان کورسز میں مختلف علمی اور تبلیغی پریزنٹیشنز کے ذریعہ ٹریننگ کروائی گئی۔اسی طرح مجالس کی سطح پر تبلیغ فورمز منعقد کئے گئے جن میں تبلیغی کاموں کا جائزہ لینے کے ساتھ ساتھ انصار کو تبلیغی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی گئی۔

قیادت تبلیغ کے سالانہ پروگرام کے تحت نیشنل عشرہ تبلیغ اور نیشنل یوم تبلیغ اور ریجنل یوم تبلیغ منائے گئے تاکہ تبلیغی پروگراموں میں زیادہ سے زیادہ انصار کی شمولیت کو یقینی بنایا جائے اور زیادہ سے زیادہ تبلیغ کے مواقع پیدا ہوں۔اس سلسلہ میں نمایاں کام فضل ریجن نے کیا ہے جن کو قیادت تبلیغ کی طرف سے ٹاسک دیا گیا تھا کہ ریجن ہرٹفورڈ شائر میں جا کر اُن کی مجالس کے ساتھ مل کر مشترکہ طور پر تبلیغی کاموں کو سرانجام دیا جائے۔ چنانچہ فضل ریجن نے دو مرتبہ ریجنل یوم تبلیغ Luton اور Watford میں منا کر تبلیغی سٹالز اور لیفلیٹنگ کے ذریعہ اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق پائی۔

انصار کی تبلیغی کاوشوں پر مبنی گراف سکرین پر پیش کرتے ہوئے مقرر موصوف نے بتایا کہ دیہاتی علاقوں میں اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کے لئے مجالس کے تحت تبلیغی دورہ جات کرکے، مختلف تبلیغی پروگراموں کے ذریعہ پیغامِ حق پہنچانے کی ذمہ داری کو نبھانے کی کوشش کی گئی۔ مختلف جماعتی لٹریچر اور چیریٹی واک کے متعلقہ پمفلٹ کی تقسیم اور تبلیغ اسٹالز کے ذریعہ اور پھر گاؤں کے میلوں میں جاکر قرآن کریم کی تعلیمات پر مبنی پوسٹرز اور بینرز نمایاں طور پر آویزاں کئے جو لوگوں کی دلچسپی کا باعث بنے۔تبلیغی سٹالز کا پروجیکٹ مجلس انصاراللہ کے تبلیغی پروجیکٹس میں بہت نمایاں حیثیت حاصل کر چکا ہے اور تبلیغی سٹالز اُن لوگوں تک رسائی کرنے کا ایک بہترین ذریعہ بن چکے ہیں جن تک کسی دوسرے طریقے سے پہنچنا شائد ممکن نہ ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دیہاتی اور شہری علاقوں میں لگائے گئے تبلیغی اسٹالوں کی تعداد 19,000 سے تجاوز کر چکی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا تھا کہ سڑکوں پر لٹریچر تقسیم کرنے کا پروگرام مستقل جاری رہنا چاہئے۔ چنانچہ مجلس انصاراللہ کے تحت مختلف دینی لٹریچر، چیریٹی واک لیف لیٹس، تبلیغ پوسٹ کارڈز اور سیزن گریٹنگ کارڈز کی تقسیم کا مستقل پروگرام رکھا جاتا ہے۔اسی طرح ہرسال ویمبلڈن ٹینس ٹورنامنٹ کے موقع پر اسپیشل پوسٹ کارڈز تقسیم کئے جاتے ہیں۔امسال بھی 40 ہزار کارڈز تقسیم کئے گئے۔ چنانچہ انصار کی کوششوں کے ذریعہ دیہاتوں اور شہری علاقوں میں جو لٹریچر تقسیم کیا گیا اُس کی تعداد 4 ملین سے زائد بنتی ہے۔

عیدالفطر کے بعد مجلس انصاراللہ کے تحت عید ڈنرز اور تبلیغ اسٹریٹ پارٹیز کے نام پر مجالسِ سوال و جواب منعقد کی جاتی ہیں۔اس تبلیغ پروجیکٹ میں غیر مسلم اور غیر احمدی مسلمانوں میں سے سیاسی اور غیر سیاسی حلقوں کے احباب کو مدعو کر کے اسلام احمدیت کی تعلیمات کو پہنچانے کی توفیق مل رہی ہے۔ان پروگراموں میں مجلس انصاراللہ یوکے کے تحت تیار کردہ قرآن کریم کی تعلیمات پر مبنی پوسٹرز آویزاں کئے جاتے ہیں اور قرآن کریم کے مختلف تراجم والے نسخے بھی نمائش کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ نیز دیگر لٹریچر اور کتب کے اسٹالز بھی لگائے جاتے ہیں۔

بین المذاہب امن کانفرنس کے نام پر بھی پروگرام رکھے گئے ہیں جن میں مختلف مذاہب سے تعلق رکھنے والے گروپس کو دعوت دے کر شامل کیا جارہا ہے۔ ان میں یہودی، عیسائی، ہندو، سکھ اور مختلف انٹرفیتھ گروپس شامل ہیں۔

غیر احمدی مسلمانوں کے لئے خصوصاً جلسہ ہائے سیرۃ النبی ﷺ کے انعقاد کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا ہے جن میں شامل ہونے والوں نے اپنے تأثرات میں کہا کہ اس سے پہلے ہمیں جماعت احمدیہ کا اس طرح تعارف حاصل نہیں تھا۔ چنانچہ جماعت احمدیہ کی آنحضور ﷺ سے محبت دیکھتے ہوئے کئی سعید روحیں احمدیت کی آغوش میں بھی آئی ہیں۔ الحمدللہ

انفرادی تبلیغی نشستیں بھی باقاعدگی کے ساتھ منعقد کی جارہی ہیں۔گزشتہ ماہِ رمضان میں انصار کو خاص طور پر اپنے ہمسایوں کے ساتھ روابط بڑھانے کی تلقین کی گئی۔ چنانچہ امسال کے دوران 3442 انفرادی تبلیغی نشستیں منعقد ہو چکی ہیں اور انصار کے ذریعہ 32 افراد کے قبول احمدیت کی سعادت پائی ہے۔ الحمدللہ

قیادت تبلیغ مجلس انصاراللہ برطانیہ کے تحت تبلیغ میڈیا سیل قائم ہے جس کے ذریعہ تبلیغی اور رفاہی پروگراموں کی اشاعت کی جاتی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں تک اسلام احمدیت کی تعلیمات کو پہنچایا جا سکے۔اس سال ٹویٹر، یوٹیوب اور ٹی وی چینلز، نیوز پیپرز، ویب سائٹس اور ریڈیو وغیرہ یعنی مختلف میڈیا کے ذریعہ اب تک تقریباً 10 ملین لوگوں تک پیغام پہنچانے کے مواقع میسر آئے ہیں۔

ریجن ہرٹفورڈ شائر نے Football stadium Milton Keynes میں میچ شروع ہونے سے پہلے ایک تبلیغی کاوش کی جس میں بینرز اور پوسٹرز کو نمایاں اٹھاتے ہوئے اسٹیڈیم کا چکر لگایا۔اسے وہاں موجود لوگوں نے بہت سراہا اور اس کی وڈیو سوشل میڈیا پر بھی چلائی گئی جسے تقریباً 45 ہزار لوگوں نے دیکھا۔مقامی اخبارات میں بھی اس کی خبر شائع ہوئی۔تبلیغی پروگراموں کی رپورٹس اور ان پروگراموں میں حصہ لینے والے انصار کے اسماء بغرضِ دعا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں پیش کئے جاتے ہیں۔اسی طرح قیادت تبلیغ کی طرف سے، تبلیغی رپورٹس پر مبنی ایک نیوز لیٹر شائع کیا جاتا ہے اور تبلیغ کاوشوں پر مبنی رپورٹس اخبار احمدیہ اور انصارالدین میں شائع کی جاتی ہیں۔

اس وقت قرآن کریم کا تحفہ پیش کرنے کا منصوبہ بھی جاری ہے جس کے تحت

دس ہزار انگریزی ترجمہ قرآن تقسیم کیا جائے گا۔ اب تک تقریباً دو ہزار قرآن کریم دیئے جا چکے ہیں۔ نیز قیادت تبلیغ مجلس انصاراللہ یوکے کے تحت مجالس کی سطح پر The Messiah Has Come Campaign شروع کی جارہی ہے۔

حضرت مسیح موعودعلیہ السلام کو اپنے مشن کی تکمیل پر جو ایمان، یقین، توکل اور معرفت تھی اس کا کچھ اندازہ آپؑ کے اس ارشاد سے کیا جاسکتا ہے۔ آپؑ فرماتے ہیں: ''مَیں بڑے دعوے اور استقلال سے کہتا ہوں کہ مَیں سچ پر ہوں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس میدان میں میری ہی فتح ہے اور جہاں تک دُور بین نظر سے کام لیتا ہوں تمام دنیا اپنی سچائی کے تحت اقدام دیکھتا ہوں اور قریب ہے کہ ایک عظیم الشان فتح پاؤں۔ کیونکہ میری زبان کی تائید میں اور ایک زبان بول رہی ہے اور میرے ہاتھ کی تقویت کے لئے ایک اور ہاتھ چل رہا ہے جس کو دنیا نہیں دیکھتی مگر میں دیکھ رہا ہوں میرے اندر ایک آسمانی روح بول رہی ہے''۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تبلیغ کی ذمہ داری کی طرف توجہ دلاتے ہوئے امسال جلسہ سالانہ بیلجیم کے موقع پر اختتامی خطاب میں فرمایا تھا کہ ''جس حق کو اور ہدایت کو اور سچائی کو تم نے قبول کیا ہے، اُسے دنیا میں پھیلاؤ اور بتاؤ۔ اور یہ پرواہ نہیں ہونی چاہئے کہ لوگ مانتے ہیں یا نہیں مانتے۔ پیغام یہاں کے ہر شہری تک پہنچ جانا چاہئے۔ ہر ملک کے ہر شہری تک ہر احمدی کو پہنچا دینا چاہئے۔ اور یہی وہ کام ہے، جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہمارے سپرد فرمایا ہے''۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اسلام آباد ریجن کا سپین میں وقف عارضی کا پروگرام

امسال اسلام آباد ریجن کے چھ انصار نے سپین میں چھ روزہ وقف عارضی کرنے کی توفیق پائی ہے۔ سیشن کے اختتام سے قبل اسلام آباد ریجن کے ناظم اعلیٰ مکرم عطاء القدوس صاحب نے اس وقف عارضی کی رپورٹ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ مذکورہ دنوں کے دوران جن قصبات اور دیہات میں پہلی بار اسلام احمدیت کا پیغام پہنچانے کی توفیق ملی اُن کی تعداد 19 ہے۔ ان مقامات پر پندرہ ہزار سے زائد لیفلٹس تقسیم کئے گئے۔ مقرر موصوف نے اختصار سے چند ایمان افروز واقعات اور مقامی سپینش افراد کے تأثرات بھی بیان کئے اور انصار کو تحریک کی کہ وہ تین یا اس سے زیادہ جتنے بھی دن اپنے کام سے رخصت حاصل کر سکتے ہوں تو اُن ایّام میں اس بابرکت کام کے لئے خود کو پیش کریں۔

اس موقع پر ضمناً مکرم صدر صاحب مجلس انصاراللہ یُو کے نے بتایا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس خاص تحریک پر انصاراللہ یُو کے نے لبیک کہنے کی توفیق پائی ہے اور مزید دو ریجنز کے وفود سپین میں وقف عارضی کرنے کیلئے تیار ہورہے ہیں۔

بعد ازاں مکرم ابراہیم اخلف صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ برطانیہ نے مختصراً انصاراللہ برطانیہ کی تبلیغی کاوشوں کو سراہتے ہوئے انصار کو اِس میدان میں وقت کی قربانی کرنے کی طرف توجہ دلائی۔ دعا کے ساتھ یہ اجلاس اختتام پذیر ہوا جو مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر اجلاس نے کروائی۔ بعد ازاں حاضرین کی خدمت میں چائے و دیگر لوازمات پیش کئے گئے۔

چائے کے وقفہ کے بعد قریباً پانچ بجے سالانہ اجتماع انصاراللہ برطانیہ 2018ء کا چوتھا اجلاس مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ برطانیہ کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم وسیم احمد چودھری صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا ترجمہ مکرم Hakeem Mensah صاحب نے پڑھ کر سنایا۔

دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد

اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم فضل الرحمٰن ناصر صاحب قائد تربیت مجلس انصاراللہ برطانیہ کی تھی۔ اردو زبان میں کی جانے والی اس تقریر کا موضوع تھا: ''دین کو دنیا پر مقدّم رکھنے کا عہد''۔ مقرّر موصوف نے خلفائے کرام کے مختلف ارشادات کی روشنی میں بتایا کہ ہر احمدی کیلئے دین کی تعلیمات کو بہرصورت دیگر امور پر مقدّم کرنا ضروری ہے۔ ہمارے لئے ہمارے اسلاف کا نمونہ بھی یہی رہنمائی کرتا ہے اور حقیقت یہی ہے کہ جو لوگ دین کو مقدّم رکھتے ہیں اُن کی دنیا بھی محفوظ رہتی ہے لیکن جو لوگ صرف دنیا کو پیش نظر رکھتے ہیں اُن کا دین تو برباد ہوتا ہی ہے لیکن دنیا بھی اُن کے ہاتھ نہیں آتی۔ چنانچہ اِس زمانہ میں احمدیت قبول کرنے والوں نے نہ صرف اس عہد کا اقرار کیا بلکہ اپنی زندگیوں میں اسے نافذ کرکے بھی دکھایا۔

مقرر موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے متعدد صحابہؓ کے نمونے پیش کرتے ہوئے انصار کو بھی اُن کے نقش قدم پر چلنے کی تلقین کی۔

أَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نائب امیر یوکے و امام مسجد فضل لندن کی تھی۔ آپ کی تقریر کا موضوع سورۃ الرعد کی آیت 29 کا وہی حصہ تھا جو امسال کے اجتماع کا مرکزی نکتہ (Theme) بھی تھا یعنی ''أَلاَ بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ''۔ مکرم امام صاحب نے تفصیل سے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے تسبیح و تحمید اور ذکر الٰہی کی اہمیت بیان کی اور اسلامی تاریخ سے ایسے منتخب پاکیزہ نمونے بیان کئے جو ہم سب کے لئے مشعل راہ ہونے چاہئیں۔

مکرم امام صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے اس تعامل کو بھی بیان کیا کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرض نمازوں کی ادائیگی کے بعد کبھی بھی تسبیحات کئے بغیر اپنی جگہ سے نہیں اُٹھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تقریر ''ذکر الٰہی'' سے متعدّد اقتباسات پیش کرتے ہوئے مکرم امام صاحب نے اپنے مضمون کی اہمیت پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ نماز کی تمام شرائط کے ساتھ ادائیگی، قرآن کریم کی تلاوت اور تسبیحات کرنا بھی ذکر الٰہی میں شامل ہے۔ آپ نے خصوصیت سے نماز کی اہمیت بیان کی اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی حیاتِ طیّبہ سے چند پُراثر واقعات بیان کرکے اس مضمون پر مزید روشنی ڈالی۔ مثلاً ایک واقعہ یوں تھا کہ حضرت سردار امام بخش خان صاحب قیصرانیؓ کی اہلیہ محترمہ حضرت سردار بیگم صاحبہؓ بیان کرتی ہیں کہ ایک دن حضور کو درد گردہ ہوگیا۔ کئی اور علاج بھی کئے ہوں گے مگر چولہے میں آگ جلا کر مٹی کے ٹکڑے گرم کرکے لائے جاتے اور حضورؑ خود یا حضرت اماں جانؓ درد کی جگہ ٹکور کرتے جاتے۔ پلنگ پر کبھی آپ لیٹتے کبھی بیٹھتے، غرض تکلیف سے سخت بے آرام تھے۔ اتنے میں عصر کی اذان ہوئی تو خدا کے اس برگزیدہ نے درد پر گرم خشت باندھ کر نماز ادا کرکے دکھا دیا کہ بیماری بھی انسان کے ساتھ لازمی ہے اور نماز بھی فرض۔

مکرم امام صاحب کی تقریر کے بعد شعبہ تبلیغ اور شعبہ مال کے حوالہ سے اعلیٰ

کارکردگی کی حامل مجالس کے زعماء کومکرم امیر صاحب یُو کے (صدر اجلاس) نے انعامات واعزازات عطا کئے۔

ایک پُر لطف شعری نشست

اس اجلاس کے باقاعدہ اختتام سے قبل معروف شاعر مکرم مبارک احمد صدیقی صاحب نے اپنی پُر لطف خوبصورت شاعری سے چند نظمیں اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کے حوالہ سے چند ایمان افروز مشاہدات بیان کئے۔

بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اقتداء میں نماز مغرب وعشاء ادا کی گئیں اور اس طرح سالانہ اجتماع کے دوسرے روز کا پروگرام بخیر وخوبی اپنے اختتام کو پہنچا۔

سالانہ اجتماع کا تیسرا روز

30/ستمبر 2018ء بروز اتوار سالانہ اجتماع کا پانچواں اجلاس قریباً ساڑھے دس بجے مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ کی صدارت میں تلاوت قرآن کریم سے شروع ہوا جو مکرم فضل احمد طاہر صاحب نے کی۔ مکرم نعمان احمد راجہ صاحب نے آیات کریمہ کا ترجمہ پڑھ کر سنایا اور مکرم فیصل مبارک صاحب نے نظم پڑھی۔

خلافت احمدیہ کے حوالہ سے ذاتی مشاہدات

اس سیشن کی پہلی تقریر مکرم عابد خان صاحب پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ کی تھی۔ آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کے بارہ میں نہایت پُر اثر اور ایمان افروز ایسے واقعات بیان کئے جو حضور انور نے خود مقرر موصوف سے بیان فرمائے تھے یا مقرر موصوف نے ذاتی طور پر مشاہدہ کئے تھے۔

یہ تقریر انگریزی زبان میں تھی جس کو بہت دلچسپی اور انہماک سے حاضرین نے سنا اور استفادہ کیا۔

تندرستی ہزار نعمت ہے

اس سیشن کی دوسری تقریر مکرم ڈاکٹر عمران ملک صاحب کی تھی۔ صحت عامہ سے متعلق کی جانے والی اس تقریر کا تعلق خاص طور پر ایشین افراد میں پیدا ہونے والی دو بیماریوں ذیابیطس اور ہائی بلڈ پریشر وغیرہ سے تھا۔ آپ نے مختصراً بتایا کہ بیماریوں کا علاج کروانے سے بہتر یہی ہے کہ عمدہ اور مناسب خوراک کے استعمال اور ورزش یا سیر وغیرہ میں باقاعدگی اختیار کر کے وزن کو کنٹرول میں رکھتے ہوئے بیماریوں سے دُور رہنے کی کوشش کی جائے۔

مجلس انصاراللہ برطانیہ کے چند فلاحی پروگرام

اس کے بعد مکرم رفیع احمد بھٹی صاحب سیکرٹری چیریٹی واک فار پیس نے مختلف عوامی نمائندوں اور نامور شخصیات کے منتخب پیغامات پیش کئے اور چند اخبارات میں شائع ہونے والی رپورٹس سلائیڈز کے ذریعہ دکھائیں۔ آپ نے بہت عمدگی سے اُن سکیموں کا احاطہ کرنے کی کوشش کی جو مجلس انصاراللہ برطانیہ کے تحت دنیا بھر میں جاری ہیں اور فلاحی تنظیم ہیومینٹی فرسٹ کے تعاون سے اُن کے بابرکت نتائج بھی ظاہر ہو رہے ہیں۔ آپ نے پاکستان اور افریقہ میں جاری تعلیم اور صحت کے حوالہ سے کی جانے والی ایسی فلاحی سکیموں کا ذکر کیا جن کے مثبت نتائج سے لاکھوں ضرورتمند فیضیاب ہو رہے ہیں۔ خصوصیت سے چیریٹی واک فار پیس کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے کہا کہ جمع کی جانے والی ساری رقم چیریٹی مقاصد کیلئے استعمال کی جاتی ہے حتیٰ کہ اُس رقم میں سے انتظامی معاملات کے لئے بھی کوئی رقم منہا نہیں کی جاتی۔ مثلاً امسال منعقد کی جانے والی چیریٹی واک کے اخراجات قریباً بیس ہزار پاؤنڈ تھے جو مجلس انصاراللہ نے دیگر ذرائع سے برداشت کئے۔

اس واک کے اثرات کا ذکر کرتے ہوئے مقرر موصوف نے بتایا کہ ایسٹ ہیمپشائر کے چیئر پرسن نے پُر جوش انداز میں بے ساختہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ہاتھ چومنے کی خواہش کا اظہار کیا جن کی قیادت میں اور جن کی ہدایات کے تابع مجلس انصاراللہ نے چیریٹی کے شاندار پروگرام سرانجام دیئے ہیں۔

امسال 29/اپریل 2018ء کو Runnymede کونسل کے Windsor Great Park میں منعقد ہونے والی چیرٹی واک میں مجموعی حاضری 4500 سے زائد تھی جن میں دو ہزار سے زائد غیر احمدی مہمان شامل تھے۔ مہمانوں میں سکولوں کے طلباء اور اساتذہ، فوج کے نمائندگان، سکاؤٹس اور ڈیڑھ صد سے زائد چیریٹیز کے نمائندے اور سپورٹرز شامل تھے۔

مکرم بھٹی صاحب نے بتایا کہ چیریٹی واک کے دو بڑے مقاصد ہیں۔ اوّل یہ کہ اسلام کے امن کے پیغام کو معاشرے میں فروغ دیا جائے۔ اور دوم یہ کہ انسانیت کی خدمت کرنے کے منصوبوں کے لئے فنڈز اکٹھے کئے جائیں۔ آپ نے برکینا فاسو (مغربی افریقہ) میں قائم ہونے والے مسرور انسٹیٹیوٹ کے قیام کے لئے برطانیہ کے انصار کی طرف سے کی جانے والی مالی قربانی کا بھی ذکر کیا۔

اس پریزنٹیشن کے بعد علمی وورزشی مقابلہ جات میں دوم اور سوم آنے والے انصار میں مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب نائب امیر یُو کے و امام مسجد فضل لندن نے انعامات تقسیم کئے۔

تقریر صدر مجلس انصاراللہ یُو کے

اس اجلاس کا اختتام مکرم ڈاکٹر چوہدری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس انصاراللہ برطانیہ کی مختصر تقریر کے ساتھ ہوا۔ یہ تقریر بہت سا معلوماتی اور تربیتی مواد سموئے ہوئے تھی۔ آپ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی اپنے غلاموں سے اُس شفقت کا ذکر کیا جس کے نتیجہ میں حضور انور اجتماع کے تینوں دن حدیقۃ المہدی میں قیام فرما رہے اور مقامِ اجتماع میں تشریف لا کر پانچوں نمازیں پڑھاتے رہے۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ گزشتہ سال ہم نے انصاراللہ کا اجتماع ایک سٹیڈیم نما بڑی عمارت کرایہ پر لے کر منعقد کیا تھا لیکن بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ کے توجہ دلانے پر کہ اجتماع کا مقصد انصار کی جسمانی، ذہنی، اخلاقی اور روحانی تربیت کرنا ہے اور اس لئے اجتماع کے انتظامات کسی کھلے میدان میں اگر خود انصار اپنے ہاتھوں سے کریں گے تو اجتماع کے مقاصد پورے ہونے میں مدد ملے گی، چنانچہ اپنے پیارے آقا کی ہدایت کے پیش نظر امسال یہ اجتماع ایک کھلے میدان میں مارکیاں لگا کر منعقد کیا جا رہا ہے۔

مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ کے جو افضال گزشتہ سال کے دوران نازل ہوئے ہیں وہ دراصل ہماری کاوشوں کا نتیجہ نہیں ہیں بلکہ بلاشبہ یہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی راہنمائی کا نتیجہ ہیں جو ہمیں خدا تعالیٰ کے

فضل سے ہمہ وقت حاصل رہتی ہے۔

مجلس عاملہ کے اراکین کی کارکردگی پر روشنی ڈالتے ہوئے مکرم صدر صاحب نے بتایا کہ قائد صاحب تربیت نے گزشتہ ایک سال میں برطانیہ کی تمام مجالس کا دورہ کیا ہے۔ نیز شعبہ عمومی کے تحت مجالس سے آمدہ رپورٹس امسال سو فیصد رہی ہیں جو ایک بہت بڑی کامیابی ہے۔

مکرم صدر صاحب موصوف نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے چند ایسے ارشادات بھی پیش کئے جن میں تقویٰ اور خدا تعالیٰ سے محبت کے ذریعہ خدا تعالیٰ کو خوش کرنے کی کوشش کرنے کی نصیحت کی گئی تھی اور یہ بھی کہ وہ خدا تو لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے۔ اس ضمن میں آپ نے خصوصاً فجر کی نماز کی بروقت اور باجماعت ادائیگی کا بھی ذکر کیا اور بتایا کہ عمومی طور پر انصار کے مقام اجتماع میں قیام نہ کرنے کی وجہ سے صبح فجر کی نماز میں حاضری زیادہ نہیں رہی لیکن آج صبح جب حضور انور فجر کی نماز کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے تو مارکی کے دروازہ کے پاس کھڑے ہوئے ایک نو دس سالہ بچے نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے پوچھنے پر بتایا کہ وہ اپنے والد کے ساتھ لندن سے نماز پڑھنے کے لئے یہاں آیا ہے۔

مکرم صدر صاحب نے کارڈف میں تعمیر کی جانے والی احمدیہ مسجد کے بارہ میں بتایا کہ اگرچہ پراپرٹی خریدنے کے بعد Planning Permission کا حصول بہت مشکل امر تھا اور اس میں کئی سال صرف ہوگئے۔ اب اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام بڑی مشکلات حل ہو چکی ہیں اور امید ہے کہ اس مسجد کی باقاعدہ تعمیر آئندہ ایک دو ماہ میں شروع کر دی جائے گی (انشاء اللہ تعالیٰ)۔ تاہم تعمیر میں تاخیر کے سبب تعمیر کی لاگت کا جو اندازہ 2012ء میں لگایا گیا تھا اُس میں اب تک خاطر خواہ اضافہ ہو چکا ہے چنانچہ انصار کو اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کرتے ہوئے یہ تبدیلی بھی پیش نظر رکھنی چاہئے۔

آخر میں مکرم صدر صاحب نے دعا کروائی اور یہ اجلاس اختتام کو پہنچا۔

لجنہ اماء اللہ سے حضور انور کا خطاب

قریباً سوا بارہ بجے سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لجنہ اماء اللہ برطانیہ کے مقام اجتماع میں تشریف لا کر اُن کے سالانہ اجتماع کے اختتامی اجلاس کی صدارت فرمائی۔ یہ تقریب براہ راست انصار اللہ کی مارکی میں نیز ایم ٹی اے کے رابطوں کے ذریعے دنیا بھر میں دیکھی اور سُنی گئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے خواتین سے قریباً چالیس منٹ کے خطاب میں بہت اہم تربیتی نصائح فرمائیں۔ دعا کے ساتھ لجنہ اماء اللہ برطانیہ کا اجلاس اختتام پذیر ہوا جس کے بعد حضور انور اپنی رہائشگاہ حدیقۃ المہدی تشریف لے گئے۔ اس دوران انصار کے لئے طعام اور تیاری نماز کا وقفہ ہوا۔

اجتماع انصار اللہ کا اختتامی اجلاس

نماز ظہر و عصر کی باجماعت ادائیگی کے بعد مجلس انصار اللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع 2018ء کا اختتامی اجلاس منعقد ہوا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے کرسی صدارت پر تشریف فرما ہونے کے بعد قریباً ساڑھے تین بجے اختتامی تقریب کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو مکرم داؤد احمد صاحب نے کی۔ آیات کریمہ کا انگریزی ترجمہ مکرم Toban Emphram صاحب نے پڑھا۔ حضور انور ایدہ اللہ کی اقتداء میں انصار نے کھڑے ہو کر اپنا عہد دہرایا۔ جس کے بعد مکرم خالد محمود بٹ صاحب نے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے کلام سے چند اشعار بہت دلنشیں آواز میں پیش کئے۔ بعد ازاں مکرم ڈاکٹر چودھری اعجاز الرحمٰن صاحب صدر مجلس نے سالانہ اجتماع کی مختصر رپورٹ پیش کی۔

اس کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے علمی اور ورزشی مقابلہ جات میں اوّل آنے والوں کو انعامات مرحمت فرمائے۔ اس کے علاوہ مجالس کی سطح پر مثالی کارکردگی کا مظاہرہ کرنے والوں کو بھی سندات حسن کارکردگی اور خصوصی اعزازات عطا فرمائے۔

امسال منعقد ہونے والے مختلف علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن کریم، حفظ قرآن، نظم، تقریر (اردو و انگریزی)، فی البدیہہ تقریر (اردو و انگریزی)، مضمون نویسی (آنحضرت ﷺ کا دعوت الی اللہ کا طریق)، ٹیم کوئز (دینی معلومات و عام معلومات)، تعلیم القرآن کوئز (جس کا نصاب سورۃ الفاتحہ کی سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیان فرمودہ تفسیر تھی) نیز پیغام رسانی شامل تھے۔ جبکہ ورزشی مقابلہ جات میں والی بال، فٹ بال، رسّہ کشی، گولہ پھینکنا (صف اوّل وصف دوم)، کلائی پکڑنا (صف اوّل وصف دوم)، وزن اٹھانا (صف اوّل و صف دوم)، صف اوّل کی 50 میٹر اور صف دوم کی 100 میٹر اور 400 میٹر کی دوڑوں کے مقابلے شامل تھے۔

مختلف شعبہ جات میں مجالس کی کارکردگی کے حوالہ سے جو انعامات دیئے گئے اُن میں گزشتہ سال کے دوران تعلیمی پیپر حل کرنے والی بہترین مجلس Cheam اور ریجن ساؤتھ کے علاوہ دعوت الی اللہ میں بہترین مجلس Balham اور بہترین ریجن نُور، شعبہ مال میں بہترین مجلس Cheam اور بہترین ریجن نُور، خدمت خلق کے حوالہ سے بہترین مجلس Balham شامل ہیں۔ تعلیم القرآن کے حوالہ سے بہترین کارگزاری بیت الفتوح ریجن نے پیش کی جبکہ چیریٹی واک فار پیس کے لئے انفرادی طور پر سب سے زیادہ رقم اکٹھی کرنے پر مکرم رفیق احمد حیات صاحب (امیر یُو کے) اور Popy Appeal کے لئے چیریٹی اکٹھا کرنے پر مکرم ندیم عالم صاحب نے انعام وصول کیا۔

علم انعامی کے حوالہ سے گزشتہ سال کی مجموعی کارکردگی کے لحاظ سے ریجنز میں اوّل نُور ریجن، دوم فضل ریجن اور سوم ساؤتھ ریجن رہا۔ اسی طرح مجموعی کارگزاری کی بنیاد پر چھوٹی مجالس میں اوّل مجلس Liverpool، دوم مجلس Wimbledon South اور سوم مجلس Bromley & Lewishm قرار پائی۔ جبکہ بڑی مجالس میں سوم مجلس Balham اور دوم مجلس Tooting قرار پائی **نیز حلقہ مسجد (Mosque) کی مجلس نے اوّل آکر خصوصی سند اور علم انعامی حاصل کرنے کی سعادت پائی۔** اللہ تعالیٰ یہ اعزازات بابرکت فرمائے۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے انصار سے خطاب فرمایا۔ اور پھر دعا کے ساتھ، جو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کروائی، سالانہ اجتماع 2018ء بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

اللہ تعالیٰ اس اجتماع کے شاملین اور کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اجتماع کی برکات سے متمتع فرمائے۔ آمین